عمران ڈی ایکسٹو سیریز
وتا کے پجاری
ایم اے ساجد
TARIQ

حصہ اول

دیوتا کے پجاری

جمال پبلشرز ——— بوہڑ گیٹ ملتان

عمران اور اسکی ٹیم کا ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کارنامہ

دیوتا کے پجاری

مصنف ــــــــ ایم اے ساجد

نظر ثانی ــــــــ ظفر ذیشان

نگران ــــــــ ایم اے کلیم

قیمت ــــــــ ساڑھے دس روپے

جمال پبلشرز ... ملتان

اس ناول کے تمام کردار، واقعات، مقامات اور سچوئشنز قطعی فرضی ہیں ــــــــ کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کی ذمہ داری مصنف یا پبلشر اور ادارے پر ہرگز عائد نہیں ہوگی۔

قیمت ــــــــ 15 روپے

عدل پریس ملتان نے

وزارت داخلہ کی وسیع اور عالیشان عمارت کے کمپاؤنڈ میں عمران اپنی ٹوسیٹر کھڑی کر کے آہستہ آہستہ سر سلطان کے دفتر کی جانب قدم اٹھانے لگا صبح سویرے اسے سر سلطان کا فون پہ مختصر سا پیغام ملا تھا کہ جلد ہی اس کے دفتر پہنچے۔ فون اگر عمران خود سنتا تو یقیناً وہ اندازہ لگا لیتا کہ بلانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے لیکن جس وقت فون

آیا تھا۔

عمران اس وقت باتھ روم میں تھا اور فون سننے والا جوزف تھا اِس
لیے سر سلطان نے صرف اتنا کہہ کر فون بند کر دیا تھا کہ عمران سے کہہ
دیا جائے کہ جلد تیار ہو کر ان کے دفتر پہنچے اور عمران اپنی تیاری مکمل کر کے
آیا تھا اس نے اس وقت سنہری رنگ کی شیروانی پہن رکھی تھی نیچے
چوڑی دار پاجامہ تھا۔ آنکھوں میں کاجل کی موٹی سی دھاری تھی۔ سر پر سنہری
تلے والی کشتی نما ٹوپی تھی گلے میں گیندے کے پھولوں کا ایک ہار بھی ڈال
رکھا تھا۔ پاؤں میں سلیم شاہی جوتا تھا اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس
نے اپنی ٹوسٹر کے اگلے حصے میں بھی دو چار ہار لٹکا دیئے تھے اور پہلی
نظر میں ایسے دکھائی دیتا تھا جیسے دولہا میاں کہیں تشریف لے جا رہے
ہیں یہ اس کی تیاری تھی۔ اور اب وہ اپنے باس سر سلطان کے دفتر
میں حاضری دینے جا رہا تھا۔

کمپاؤنڈ میں اِدھر اُدھر جانے والے لوگ اسے رک رک کر دیکھنے لگے ان میں
سے اکثر اسے پہچانتے تھے۔ لیکن عمران کو یہ پرواہ کب تھی کہ کوئی واقف
اسے اس حلیہ میں دیکھ کر کیا خیال کرے گا۔ وہ تو نہائیت سنبھل سنبھل
کر قدم اٹھاتا سر سلطان کے دفتر کی جانب بڑھ رہا تھا جب بھی اس
کی نگاہ اپنے کسی واقف چہرے پر پڑتی وہ اس طرح شرما جاتا جیسے

عموماً دولہا اپنے دوست کو دیکھ کر شرمایا کرتا ہے اسے جاننے والے
مسکراتی ہوئی نگاہیں اس پر ڈال کر اپنی راہ لیتے انہیں علم تھا کہ عمران
اکثر سر سلطان سے ملنے آیا کرتا ہے اور جب بھی آتا ہے کسی نہ کسی مختلف
حلیہ ہی میں آتا ہے البتہ سر سلطان کے کمرے کے باہر برآمدے میں
کھڑا باوردی چپڑاسی اسے بڑی حیرت سے دیکھنے لگا تھا پہلے تو اس
نے عمران کو پہچانا ہی نہیں تھا صرف حیرت سے اسے دیکھتا رہا کہ یہ دلہا
اپنی برات کو چھوڑ کر یہاں کیوں گھوم رہا ہے لیکن جب عمران اس کے
قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور شرما شرما کر اپنے چہرے کے زاویے بدلنے لگا
تو چپراسی نے اُسے پہچان لیا۔

سلام صاحب۔

چپراسی نے ہاتھ اٹھا کر اسے سلام کیا اور عمران نے جواب دینے
کی بجائے اپنے دونوں بازو پھیلا کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

وعلیکم السلام بھائی صاحب۔ طبیعت کیسی ہے۔ کیا حال ہے۔ بچوں کی
صحت اب کیسی رہتی ہے

چپراسی بے چارے کو قطعاً توقع نہیں تھی کہ اس کے سلام کے جواب میں
دولہا میاں اسے اپنے سینے ہی سے لگا لیں گے بڑی مشکل سے اس نے
اپنی جان چھڑائی اور پھر مسکراتے ہوئے اس نے دروازے کی چک اٹھا دی

عمران اپنی ٹوپی اور گلے میں ڈالا ہوا ہار درست کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

سلاما لیکم۔

سر سلطان نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئے۔

سلاما لیکم۔ عمران نے دوسری بار اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

وعلیکم السلام۔ سر سلطان جانتے تھے کہ جب تک اس کے سلام کا جواب نہ دیا گیا اس کی رٹ جاری رہے گی لہذا سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھنے لگے۔ یہ حلیہ کس خوشی میں بگاڑ رکھا ہے ؟

حلیہ۔ نہیں تو۔ بگاڑا تو نہیں۔ سنوارا ہے جناب۔ اوہ۔ آپ اصل میں سنوارا کہنا چاہتے تھے۔ زبان سے بگاڑا نکل گیا ہو گا۔

ہم۔

یہ دیکھئے جناب میں نے کاجل بھی لگایا ہے اور .... اور میرا ارادہ تو مہندی لگانے کا بھی تھا جناب لیکن کم بخت جوزف نے مہلت ہی نہ دی۔

ہاں مہندی کی کسر رہ گئی ہے۔ سر سلطان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا

اگر آپ اجازت دیں جناب تو سرخ رنگ کی دوات سے اپنے ہاتھ رنگ لوں۔ عمران نے اپنا ہاتھ سرخ روشنائی والی دوات کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

نہیں خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔

عمران سہم کر کرسی پر بیٹھ گیا اس کے چہرے سے ایسے ظاہر ہو رہا تھا جیسے اپنی خوشی پوری نہ ہونے کی وجہ سے اُسے سخت صدمہ ہوا ہے۔

کیا تم یہ بچوں جیسی حرکتیں چھوڑ نہیں سکتے۔

یہ حرکت تو خالص نوجوانوں بلکہ بالغوں جیسی ہے جناب۔ عمران نے اپنے لباس ہار اور کاجل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے مجھے تمہارے ڈیڈی سے کہنا ہی پڑے گا کہ اب وہ کہیں تمہاری شادی کر دیں۔

شادی کا سنتے ہی عمران نے اپنے دانتوں میں ایک انگلی دبا لی اور نگاہیں جھکا کر اس طرح شرمانے لگا جیسے کنواری لڑکیاں اپنے ہونے والے شوہر کا نام سن کر شرما جایا کرتی ہیں۔ سر سلطان چند لمحے مسکرا مسکرا کر اس کی جانب دیکھتے رہے اور پھر کہنے لگے۔

میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے عمران۔

اور میں بھی جناب خاص لباس پہن کر ہی آیا ہوں۔

ٹھیک ہے تم یہ ٹوپی اور شیروانی اتار کر اس کونے میں رکھ دو جب تک تم یہ لباس نہیں اتارو گے اس وقت تک تمہارا سنجیدہ ہونا مشکل ہے۔

یہ لباس... لیکن جناب۔

خاموش۔ پہلے تعمیل کرو۔ سر سلطان نے مصنوعی غصّے سے کہا۔

اور عمران خاموشی سے کرسی چھوڑ کر اس کونے کی جانب بڑھا۔ جدھر سر سلطان نے اشارہ کیا تھا پہلے اس نے ٹوپی اتار کر میز پر رکھی پھر ہار اتار کر ٹوپی پر رکھ دیا اور پھر سر سلطان کی جانب دیکھنے لگا۔

ہاں ہاں۔ یہ شیروانی بھی اتار دو سر سلطان جو اس کی جانب دیکھ رہے تھے کہنے لگے۔

لیکن جناب یہ۔

نہیں کوئی عذر نہیں اسے اتار دو اور خاموشی سے یہاں آ کر بیٹھ جاؤ۔ عمران نے بادل نخواستہ دیوار کی جانب اپنا رخ کر کے شیروانی کے بٹن کھول دیئے اور پھر ایک جھٹکے سے اسے اتارا اور میز پہ پھینک کر سر سلطان کے سامنے آ کھڑا ہوا اسی دوران سر سلطان سر جھکا کر کسی کاغذ کے مطالعے میں مصروف ہو گئے تھے انہوں نے سر جھکائے ہی کہا۔

ٹھیک ہے اب چند لمحے خاموش رہ کر سنجیدہ ہونے کی کوشش کرو۔

عمران نہائیت خاموشی سے پہلی والی کرسی پر بیٹھ گیا اور سر سلطان سر جھکائے کاغذات کا مطالعہ کرتے رہے۔

چند لمحوں کے بعد جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ اب عمران سنجیدہ ہو

گیا ہو گا۔ انہوں نے نگاہیں اٹھائیں اور عمران کی جانب دیکھا اور پھر دیکھتے ہی رہ گئے۔

عمران گلے سے بالکل ننگا ان کے سامنے بیٹھا کانپ رہا تھا۔

یہ..... یہ کیا۔ سر سلطان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

م..... میں نے تو.....

جلدی اٹھو اور کپڑے پہن کر آؤ۔

عمران جلدی سے اٹھا اور پھر شیروانی پہننے لگا اس مرتبہ سر سلطان کی نگاہیں اسی پر جمی ہوئی تھیں اسے شیروانی اٹھاتے دیکھ کر کہنے لگے۔

شیروانی نہیں بنیان قمیض پہنو

میرے پاس تو صرف یہی ہے جناب عمران نے شیروانی لہراتے ہوئے کہا۔

کیوں۔ باقی لباس کہاں ہے؟

وہ جوزف نے پہننے ہی نہیں دیا تھا جناب باتھ روم سے نکلتے ہی اس نے شور مچا دیا کہ فوراً بلایا ہے مجھے لباس پہننے کی بھی مہلت نہیں دی سلیمان کی شیروانی اور پاجامہ آج ہی سِل کر آئے تھے یہی مجھے دکھائی دیئے اور میں پہن کر دوڑا چلا آیا کیا پاجامہ بھی اتار دوں جناب

عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

گدھے۔ سر سلطان دوسری جانب منہ کرکے مسکرانے لگے۔

تمہاری سزا تو یہی ہونی چاہیئے۔ کہ تمہیں ننگا واپس کیا جائے۔ بہرحال
شیروانی پہن لو اور خاموشی سے یہاں آکر بیٹھو۔

جی بہت اچھا۔ عمران نے سعادتمندی سے جواب دیا اور شیروانی پہن کر
بٹن بند کرتا ہوا پھر اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس سے اٹھا تھا۔

سرحدی علاقے کے پولیٹکل ایجنٹ کی ایک طویل رپورٹ آئی ہے۔

کیا لکھا ہے جناب؟ اس کے بیوی بچے تو خیریت سے ہیں پچھلے دنوں
اس کے ننھے کو زکام ہوگیا تھا۔ ننھی انفلوئنزا میں مبتلا تھی اور بڑا بیٹا
پیچش کا شکار تھا۔ اور بیوی۔

اپنی زبان کا چرخہ بند کرو اور رپورٹ غور سے سنو۔

عمران نے جلدی سے اپنا ایک ہاتھ ہونٹوں پر رکھ لیا اور سر سلطان
کی جانب دیکھنے لگا۔

اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کے حالات انتہائی خراب
ہو چکے ہیں بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ وہاں بغاوت کی تیاریاں ہو رہی ہیں

بغاوت۔ عمران اب سنجیدہ ہوگیا تھا۔

کون کر رہا ہے بغاوت؟

وہ کون ہے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا رپورٹ سے اتنا ظاہر
ے کہ اپنے لیڈر کو وہ لوگ دیوتا کہتے ہیں تم جانتے ہو کہ سرحد کے
تھ ساتھ رہنے والے قبیلوں کا کوئی مذہب نہیں وہ لوگ توہم
ست ہیں انہوں نے اپنے معبود خود بنا رکھے ہیں اب انہیں گزشتہ چند
وں سے ایک جیتا جاگتا دیوتا مل گیا ہے۔

دیوتا۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں دیوتا۔ پتہ نہیں یہ کون شخص ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یہ
وتا ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک پرواز کرتا ہوا چلا جاتا ہے
وں کے ہجوم میں اچانک ہی نمودار ہوتا ہے انہیں حکومت کے خلاف
غلاتا ہے لوگوں کے سامنے اپنے نئے دین کی تبلیغ کرتا ہے اور تقریر
ے بعد جب مجمع سجدہ کرنے کے لئے جھک جاتا ہے تو وہ اچانک
ہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے جب جاہل لوگ سر اٹھا کر دیکھتے ہیں
ان کا دیوتا غائب ہو چکا ہے تو اسکے حق میں نعرے لگاتے ہیں اور کھلم
حکومت کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس انتظام اور امن برقرار رکھنے
لئے سرحدی پولیس کافی تعداد میں موجود ہے کیا وہ اس کی مدد سے
تا کو گرفتار نہیں کر سکتا۔

اس نے کوشش کی تھی لیکن اسے ہر بار ناکامی ہوئی۔

وہ کیوں ؟

دیوتا عین اس وقت غائب ہوجاتا ہے جب پولیس اسے گ
کرنے لگتی ہے رپورٹ میں درج ہے کہ دو بار اس طرح ناکام ہو
کے بعد ایک مرتبہ پولیٹیکل ایجنٹ کے اشارے پر پولیس کے سپاہیو
گولیوں کی بوچھاڑ بھی کر دی تھی۔ مجمع میں کھڑے چند آدمی ضرور زخمی ہو
تھے۔ لیکن گولیاں لگنے کے باوجود دیوتا کھڑا مسکراتا رہا تھا۔

ہم۔ کب سے یہ سلسلہ جاری ہے ؟

گزشتہ ایک مہینہ سے۔ ایجنٹ نے اپنی رپورٹ کے آخر میں
ہے کہ اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو خدشہ ہے کہ پورے سرحدی
میں بغاوت کی روح پھونک دے گا اور عین ممکن ہے کہ پھر حکوم
انتہائی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے۔

تو یہ ہوا جناب وہاں بھی کوئی رسپوٹین جیسی ہستی پہنچ گئی
عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ہاں رپورٹ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں
تو گزشتہ ایک سال سے کوٹھڑی میں بند ہے۔

کیا آپ مجھے پولیٹیکل ایجنٹ کی رپورٹ نہیں دے سکتے۔

کیوں نہیں۔ اسی مقصد کے لئے تو تمہیں بلایا ہے یہ دیکھو اس فائل
میں مفصل رپورٹ ہے مطالعہ کے بعد مجھے واپس کر دینا۔

جی میں آج شام تک اسے واپس کر دوں گا۔

ٹھیک ہے میں چاہتا ہوں کہ پیشتر ازیں کہ ہم فوجی ایکشن لیں اور
دنیا میں اس علاقے کی بغاوت کی خبر پھیلے تم وہاں خود جا کر حالات کا
جائزہ لو۔ اگر اس دیوتا کو کیفر کردار تک پہنچا سکو تو زیادہ مناسب ہے
کیونکہ حکومت پہلے دوسرے کئی معاملات میں الجھی ہوئی ہے اگر یہ نیا
مسئلہ کھڑا ہو گیا تو دشمن حکومتیں ہمارے خلاف دنیا میں پراپیگنڈا شروع
کر کے ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کریں گی۔

اس کے متعلق میں شام کو کسی وقت حاضر ہو کر کچھ کہہ سکوں گا۔ اب مجھے
اجازت دیں۔

ہاں تم جا سکتے ہو۔

عمران اٹھا اس نے فائل اپنی شیروانی کے نیچے رکھ کر بٹن بند کر
لئے تھے۔ ٹوپی سر پہ پہنی اور ہار گلے میں ڈال کر باہر نکل گیا۔

اپنے فلیٹ میں پہنچ کر عمران نے
جب پولیٹیکل ایجنٹ کی ارسال کردہ
رپورٹ کا مطالعہ کیا تو وہ اس نتیجہ پر
پہنچا کہ سرحدی علاقے میں بغاوت پر
وہاں کے عوام کو آمادہ کرنے والا یا تو
خود سپریمن ہے یا اس کا کوئی ایسا
ساتھی جس کے پاس اسی قسم کا سائنسی
لباس ہے جیسا کہ سپریمن کے پاس تھا
کیونکہ رپورٹ میں واضح طور پر بتایا گیا تھا
کہ وہ شخص جسے یہ لوگ دیوتا اور نجات

دہندہ کہتے ہیں وہ ایک پہاڑ کی چوٹی سے اُڑ کر دوسرے پہاڑ کی چوٹی
پر جاتا ہوا اکثر دیکھا گیا ہے جب کبھی وہ شہر میں آتا ہے کسی سواری پر
یا پیدل نہیں آتا بلکہ فضاؤں میں پیرتا ہوا آتا ہے تقریر کرتا ہے اور جب
وہاں کے عوام اس کے سامنے سجدہ میں گر جاتے ہیں تو پھر وہ فضا میں
اُڑتا ہوا غائب ہو جاتا ہے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تقریر کے فوراً بعد
وہ نظروں سے اسی وقت غائب ہو جاتا ہے اس پر گولیاں برسائی گئیں لیکن
اسے خراش تک نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام لمحہ بہ لمحہ اس کے زیادہ گرویدہ
ہوتے جا رہے ہیں اس کے ہر حکم کی تعمیل میں جان دے دینا اپنے
لئے باعث نجات تصور کرتے ہیں۔ اور وہ دیوتا وہاں کے عوام کو اپنی ہر
تقریر میں حکومت کے خلاف اکساتا رہتا ہے عوام اس کے حق میں اور حکومت
کے خلاف نعرے لگاتے ہیں۔ سرحدی پولیس کا مذاق اڑاتے ہیں اور پولیس کے
اکثر سپاہی بھی اب اس سے خائف نظر آ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اس کی قوتیں ان پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں۔

یہ ساری نشانیاں وہی تھیں جو سپریمن میں پائی جاتی تھیں اور جسے ایک
سال پہلے عمران نے صدر مملکت کی موجودگی میں لاکھوں افراد کے سامنے
ایک معرکہ میں گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کر دیا تھا قانون
نے اسے عمر قید کی سزا دی تھی اور اب وہ زندگی کے باقی ماندہ

دن جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بسر کر رہا تھا۔

عمران کافی دیر تک اپنے فلیٹ میں تنہا بیٹھا اس رپورٹ پر غور کر رہا تھا اور پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر اس نے قریب رکھا ہوا فون اپنی جانب کھسکایا اور اس پر فیاض کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔

فیاض سپیکنگ۔ دوسری جانب سے فیاض کی آواز سنائی دی۔

سپیکنگ کے ہیجے کیا ہوتے ہیں سوپر۔

ہم۔ تو یہ تم ہو۔

نہیں۔ یہ میں ہوں۔ عمران نے ٹیلیفون کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

کہو کیا حال ہے؟

حال کو چھوڑو سوپر۔ چال ہی بگڑ گئی ہے۔

کیوں خیریت؟

آج ایک سال ہو گیا ہے سوپر تمہیں یاد ہو گا کہ گزشتہ سال انہی دنوں تمہیں یورپ کے ایک سپر مین نے للکارا تھا اور تم نے اسے پکڑ کر جیل میں بند کر دیا تھا۔

ہاں ہاں یاد ہے لیکن تمہیں آج اس کی یاد کیوں آ رہی ہے؟

آج اس کی گرفتاری کی سالگرہ ہے سوپر اور میں اکیلا ہی یہ سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منا رہا ہوں۔

اکیلے کیسے دھوم دھام سے منا رہے ہو؟

سچ بتاؤ سوپر کیا تمہیں وہ کبھی یاد نہیں آیا؟

اس کم بخت کو کون بھول سکتا ہے اس نے تو میری عزت خاک میں ملا دی تھی۔ لیکن خیریت تو ہے تمہیں صبح سویرے اس کی یاد کیسے آئی؟

بتایا تو ہے سوپر کہ میں اس کی سالگرہ منا رہا ہوں۔

خوب تو پھر مجھے فون کرنے کا مقصد۔

واہ تمہارے بغیر میں یہ سالگرہ کیسے منا سکتا ہوں اس معرکے کے اصل ہیرو تو تم ہی ہو۔

تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہاری طرح میں بھی بیکار ہوں کہ مجرموں کی سالگرہ مناتا رہوں۔

خدا کا خوف کھاؤ سوپر فیاض آج تم ایک بلند کرسی پر بیٹھے ہو۔ اگر خدا کا غضب تم پر نازل ہو گیا تو تم بھی جیل میں بند ہو سکتے ہو گرفتار ہونے سے پہلے وہ بھی بے تاج بادشاہ تھا میرا دل چاہتا ہے سوپر میں آج اسے جیل میں جا کر دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے۔

کوئی خاص بات ہی ہو گی۔ فیاض نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

آج دل اداس ہو گیا ہے سوپر کیا تم میرے ساتھ جیل تک نہیں

چلوگے۔ اپنے پرانے حریف کی حالت دیکھ لینا میری اداسی بھی دور
ہو جائے گی۔
دوسری جانب فیاض چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس کی آواز سنائی دی
دیکھنے میں کوئی حرج نہیں تم یہاں میرے دفتر میں چلے آؤ یہاں
سے ہم دونوں اکٹھے جیل چلیں گے۔
تمہارے ساتھ تو جنت میں بھی جاسکتا ہوں سوپر جیل تو معمولی بات
ہے تم نے علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی آکسن کی وفاؤں کو آزمایا ہی نہیں
میں ابھی آرہا ہوں۔
ٹھیک ہے چلے آؤ دوسری جانب سے فیاض کی مسکراتی ہوئی
آواز سنائی دی اور اس نے فون بند کر دیا۔
عمران ابھی تک چوڑی دار پاجامے اور سنہری رنگ کی چمکدار شیروانی
میں ملبوس تھا۔ اس نے جلد جلد اپنا لباس تبدیل کیا اور نیلے رنگ کا
بہترین سوٹ پہن کر اپنی ٹوسیٹر میں سوار ہو کر فیاض کے دفتر کی جانب
روانہ ہو گیا۔ فیاض کو دفتر میں کوئی خاص کام تو نہ تھا عمران کے پہنچتے ہی
وہ بھی اٹھا اور عمران ہی کی گاڑی میں بیٹھ کر جیل کی جانب روانہ ہو گیا
جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے ان دونوں کو فوراً ہی اس کوٹھڑی میں پہنچا دیا
جہاں سپریمن زندگی کی قید کاٹ رہا تھا۔

یہ کوٹھڑی باقی سب کوٹھڑیوں سے بالکل الگ تھلگ تھی چونکہ سپریمن
ایک انتہائی خطرناک قسم کا مجرم ہے اس لئے اسے باقی قیدیوں سے
بالکل الگ تھلگ رکھا گیا تھا کوٹھڑی کے سامنے ایک سپاہی رائفل لئے
ہر وقت پہرہ دیتا رہتا تھا کسی شخص کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں
تھی۔ اسے صبح شام دو وقت صحن میں سخت ترین پہرہ میں چہل قدمی کرائی
جاتی۔ اور پھر کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا اس کا کھانا البتہ جیل کی بجائے
باہر سے آتا تھا سزا کا فیصلہ سن کر اس نے عدالت سے اپنے لئے
اسی ایک رعایت کی درخواست کی تھی جو عدالت نے منظور کر لی تھی
چنانچہ جیل کے سامنے بنے ہوئے ہوٹل سے ایک شخص روزانہ اس
کے لئے کھانا لے کر جیل میں پہنچ جاتا۔ شروع شروع میں تو جیل کے
حکام اس شخص کو باہر ہی روک دیتے اور خود کھانا اندر پہنچا دیا کرتے
لیکن بعد میں اس شخص کو اجازت دے دی گئی کہ وہ کھانا اندر کوٹھڑی
تک پہنچا دیا کرے چنانچہ باہر کی دنیا کا واحد ہی ایک شخص تھا
جو سپریمن کو روزانہ دو وقت ملتا۔ اس کے علاوہ صرف جیل میں پہرہ
دینے والے سپاہی تھے باقی قیدیوں کو بھی اجازت نہیں تھی کہ وہ اس سے
مل سکیں یا دور ہی سے گفتگو کر سکیں خود سپریمن نے بھی کسی سے کوئی تعلق
نہیں رکھا ہوا تھا وہ سارا دن تنہا اپنی کوٹھڑی میں بند رہتا بستر پر لیٹ

ر وقت گزارتا یا کوٹھڑی میں گھومنے لگتا۔

صبح کے وقت اکثر وہ اپنی کوٹھڑی میں ہلکی ورزش کیا کرتا لیکن گزشتہ
دماہ سے اس نے ورزش کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ آج کل اکثر وہ بستر
پر دراز رہتا اور چھت پر نگاہیں جما کر چھت کو گھورتا رہتا۔

جیل سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ عمران اور فیاض جب اس کی کوٹھڑی کے
ے سامنے پہنچے تو دروازے میں لگی ہوئی موٹی موٹی سلاخوں میں سے انہوں
ے دیکھا کہ سپرین حسب عادت اپنے بستر پر دراز چھت کو گھور رہا ہے۔

ہیلو مائی ڈیئر سپرین۔ عمران نے دروازے کی سلاخوں کو پکڑ کر بلند آواز
ں کہا۔ کیپٹن فیاض اور جیل کا سپرنٹنڈنٹ اس کے قریب کھڑے تھے رائفل
ردار سپاہی چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا تھا۔

سپرین نے گردن گھما کر ان کی جانب دیکھا اور پھر چھت کو گھورنے
لگا۔

عمران بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے
سپرین کی بے رخی سے صدمہ پہنچا ہے۔

چنانچہ اس نے دوبارہ آواز دی۔

ارے بھائی ہم تمہاری ملاقات کو آئے ہیں اور تم ....

ادھر آؤ سپرین۔ فیاض نے پولیس کے لہجے میں کہا اور سپرین اپنے

بستر سے اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران
بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک ہی وہ چونک پڑا۔

یہ ..... یہ کون ہے؟

اس نے جیل سپرنٹنڈنٹ کی جانب دیکھ کر سوال کیا۔

یہ سپرین ہے جناب۔

عمران کے سوال پر فیاض بھی چونک گیا تھا اور بڑے غور سے سپرین
کی جانب گھور رہا تھا۔

غلط۔ بالکل غلط یہ سپرین تو نہیں ہو سکتا۔ عمران نے ایک بار پھر
اس پر نگاہیں جماتے ہوئے کہا۔

سپرین ہی ہے جناب۔ جب سے جیل میں آیا ہے اس کوٹھڑی
میں بند ہے جیل سپرنٹنڈنٹ نے زور دے کر کہا۔

اگر آپ کہتے ہیں تو مان لیتے ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ یہ سپرین
نہیں ہے۔

کیوں؟ فیاض نے پوچھا۔

ارے مائی ڈیئر سویر۔ انسان ایک میل کے فاصلے پر میک اپ کر کے
کھڑا ہو تو بھی میں پہچان لیتا ہوں میں شرط لگانے کے لئے تیار ہوں
کہ یہ سپرین نہیں ہے وہ فرار ہو چکا ہے اور اپنی جگہ اس ڈمی کو چھوڑ

گیا ہے۔

نہیں جناب۔ یہاں چوبیس گھنٹے تو مسلح پہرہ رہتا ہے یہاں سے کوئی کیسے فرار ہو سکتا ہے اور اگر وہ فرار ہوتا تو ہمیں پتہ نہ چلتا۔ پھر یہ کہاں سے آگیا ہے آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔

ٹھیک ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب آپ اسے اپنے دفتر میں بلوائیں میں دو منٹ میں ثابت کر دوں گا۔ کہ یہ اصل سپرمین ہے یا اس کی نقل ہے۔

چنانچہ کیپٹن فیاض نے بھی عمران کا شک رفع کرنے کے لئے جیل سپرنٹنڈنٹ سے یہی الفاظ کہے۔

اسی وقت جیلر نے مسلح گارد منگوائی اور قیدی کو دفتر میں لے جانے کا آرڈر دے کر اپنے دونوں مہمانوں سمیت دفتر میں چلا گیا ابھی یہ لوگ جا کر بیٹھے ہی تھے کہ گارد سپرمین کو لے کر وہاں پہنچ گئی۔ عمران نے دفتر سے سب لوگوں کو باہر نکال دیا۔ دفتر کے دروازے بند کر لئے اور سپرمین سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

ہاں دوست۔ اب تم خود ہی بتا دو کہ کون ہو ورنہ مجھے تو تم جانتے ہی ہو گے۔

لیکن سپرمین نے اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے نہ وہ سن رہا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔

عمران ایک لمحے کے لئے اس کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر اچانک ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ پوری قوت سے گھما کر اس کی کنپٹی پر ایک زبردست قسم کا مکا رسید کر دیا۔ سپرمین تیورا کر کرسی سے فرش پر گرا اس کے اوپر ہی عمران نے چھلانگ لگا دی اور اسے فرش پر ہی دلوچ کر بیٹھ گیا ایک ہاتھ اس نے سپرمین کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کی پشت پر کچھ تلاش کرنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی نگاہوں میں چمک پیدا ہوئی اور جب اس نے گردن سے ہاتھ اٹھایا تو اس کے ساتھ ہی ایک باریک سی جھلی بھی اس کے ہاتھ میں آگئی یہ جھلی اصل سپرمین کے چہرہ کی تھی اور اس کے نیچے سے ایک نیا ہی چہرہ نکل آیا تھا۔

یہ...... یہ کون ہے؟ کیپٹن فیاض اور جیلر یک زبان ہو کر پکارے اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

یہی تو میں اتنی دیر سے پوچھ رہا تھا کہ یہ کون ہے؟

اب جیلر کی باری تھی اس نے آگے بڑھ کر اس قیدی کے بال اپنی مٹھی میں پکڑ لئے اور اس کے چہرے پر تین چار تھپڑ مار کر پوچھنے لگا۔

بتاؤ تم کون ہو؟

مم۔ میں بے قصور ہوں جناب۔ مجھے معاف کر دیں۔

ہاں ہاں تمہیں ہم معاف کر دیں گے بشرطیکہ تم سب کچھ سچ سچ بتا
دو۔ عمران نے اسے دلاسہ دیا۔

مم.....میں سب کچھ بتا دوں گا جناب۔

ٹھیک ہے شاباش اٹھ کر کرسی پر بیٹھ جاؤ اور سب کچھ بتا دو۔

قیدی کانپتا ہوا اٹھا اور جس کرسی سے نیچے گرا تھا اس پر بیٹھ گیا اس
کے سامنے دوسری کرسی پر عمران بیٹھ چکا تھا فیاض اور جبلیر دونوں ہی کھڑے
تھے۔

ہاں شاباش۔ اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے؟

مم......میں جناب بہت غریب آدمی ہوں۔ شہر سے چند میل دور
میرا گاؤں ہے میرا باپ وہاں سکول ماسٹر تھا۔

کیا نام ہے تمہارے گاؤں کا؟

میرے گاؤں کا نام ہے جناب۔

عمران نے اس کا بتایا ہوا نام اپنی نوٹ بک میں درج کر لیا۔ اور پھر
کہنے لگا۔

ہاں آگے بتاؤ کیا ہوا۔

گزشتہ سال جناب میں نے ایف اے کا امتحان پاس کیا تھا۔ میرا
ارادہ تھا کہ تعلیم جاری رکھوں لیکن بدقسمتی سے میرے والد صاحب انتقال

کر گئے۔ اور میری بوڑھی بیمار ماں، میری نوجوان بہن اور چھوٹے بھائی
کا بوجھ میرے کندھوں پر آ پڑا۔

ٹھیک ہے اس کے بعد۔

تقریباً چھ ماہ تک میں اردگرد کے چھوٹے شہروں میں روزگار کی
تلاش کرتا رہا باپ کا اثاثہ ختم ہو چکا تھا۔ اور مجھے کہیں بھی ملازمت
نہیں مل رہی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا گھرانہ فاقہ کشی کرنے لگا اور میری
بوڑھی ماں اسی غم میں بیمار رہنے لگی۔

ہم۔ اس کے بعد۔

اس کے بعد جناب میں نے اپنے ایک نیک ہمسائے سے دس روپے
قرض لئے اپنی ماں اور بہن بھائی کو تسلی دے کر میں بڑے شہر میں جا کر
ملازمت تلاش کروں گا۔ اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر ملازمت کی تلاش
میں یہاں آ گیا۔

ٹھیک ہے پھر کیا ہوا۔

یہاں میں ایک ہفتہ متواتر ملازمت کی تلاش میں سرگرداں رہا تھا جناب
میں نے ہر دفتر کا چکر لگایا۔ بڑی بڑی دکانوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا
شہر کی ساری فیکٹریوں میں گیا لیکن مجھے کہیں بھی ملازمت نہیں ملی میرے پاس
جو دس روپے تھے وہ ختم ہو چکے تھے اور مجھے تیسرا دن تھا کہ میں صرف

ل کا پانی پی کر اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے آخر ایک دن جیل کے سامنے جو ہوٹل ہے اس کے مالک کے سامنے میں نے زندگی میں پہلی بار ہاتھ پھیلا دیئے۔ کچھ نقاہت تھی اور کچھ شرمندگی۔ ہاتھ پھیلاتے ہی نیورا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ہم۔ پھر کیا ہوا؟

عمران نے ہمدردانہ نگاہ اس پر ڈالکر پوچھا۔

جناب جب مجھے ہوش آیا تو میں اس ہوٹل کے ایک کمرے میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک نوجوان شخص میرے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس شخص نے پہلے مجھے کھانا کھلایا اور پھر بڑی ہمدردی سے میرے حالات دریافت کرنے لگا اسے میں نے یہی واقعات بتا دیئے جو اس وقت آپ کو بتائے ہیں۔

اس کے بعد؟

جناب اس شخص نے اسی وقت اپنی جیب سے ایک سو روپیہ نکال کر مجھے دیا۔ اور ہوٹل کے ایک ملازم کو بلوا کر اس نے پانچ سو روپے میری بوڑھی ماں کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیئے اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے پانچسو روپے ماہانہ کی نوکری بھی دے دی۔ جناب۔

کیسی نوکری؟

اس نے میرے ذمے صرف یہی ڈیوٹی لگائی تھی جناب کہ دو وقت میں اس ہوٹل سے کھانا لے کر جیل میں ایک قیدی کو پہنچا دیا کروں۔ چنانچہ میں یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے کرتا رہا۔

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔

آج سے دو ماہ پہلے جناب اس شخص نے کہا تھا کہ اگر میں پانچ صد کی بجائے ایک ہزار روپیہ ماہانہ اپنی ماں کو بھیجنا پسند کروں تو مجھے اس کی خاطر کچھ عرصہ تکلیف اٹھانا پڑے گی میں تو ویسے ہی اس کا زیر احسان تھا۔ اگر وہ مجھے ایک ہزار کی پیشکش نہ بھی کرتا اور ویسے ہی کوئی کام کہہ دیتا تو بھی میں اس کے لئے جان تک دینے کے لئے تیار تھا چنانچہ میں نے وعدہ کر لیا۔

اس نے ایک دن یہی جھلی جو آپ کے ہاتھ میں ہے پہنائی اور بڑے غور سے میری جانب دیکھتا رہا پھر ایک جھلی جسے کوئی بھی انسان پہن کر میری شکل اختیار کر سکتا تھا اس نے مجھے دی اور کام یہ بتایا کہ فلاں روز جب میں کھانا لے کر جاؤں تو یہ دونوں جھلیاں اپنے ساتھ لے جاؤں۔

قیدی میرے چہرے والی جھلی پہن لے گا اور میں اس کے چہرے والی جھلی پہن لوں اس نے کہا تھا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ چھ ماہ جیل میں رہ

پڑے گا۔

اس دوران وہ شخص باقاعدگی سے میری ماں کو ایک ہزار روپیہ ماہانہ بھیجتا رہے گا۔ میری تسلی کی خاطر وہ میرے گاؤں میں بھی گیا تھا۔ اور اس نے میری بوڑھی ماں کو دو ہزار روپے بھی دیئے تھے۔ اور میری ماں کو یہ بیان دیا تھا کہ مجھے کاروبار کے سلسلے میں چھ ماہ کے لئے ملک سے باہر بھیج رہا ہے۔

چنانچہ جناب میں اس کام کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اور مقررہ دن میں دونوں جھلیاں لے کر جیل میں آ گیا۔ قیدی نے میرے چہرے والی جھلی پہن لی۔ اور میں نے اس کے چہرے والی۔ وہ برتن لے کر باہر چلا گیا۔ اور میں اس کی جگہ قیدی بن گیا۔

اس نے تمہارے ساتھ چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا۔

جی ہاں۔

کیا تم اس کا نام بتا سکتے ہو؟

اس کا نام عبداللہ ہے جناب اور وہ روزانہ صبح و شام ہوٹل میں آیا کرتا ہے۔

ٹھیک ہے دوست تم یہ چھ مہینے پورے کرو اور بالکل اطمینان سے یہاں زندگی بسر کرو میری طرف سے وعدہ ہے کہ تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف

نہیں ہونے پائے گی اس کے بعد تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔

جی بہت اچھا۔ قیدی نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

عمران نے وہ جھلی دوبارہ اس کے چہرے پر لگا دی اور اسے کوٹھڑی میں بند کر کے فیاض کے ساتھ باہر نکل گیا۔ اس نے جیلر کو سختی سے تنبیہ کر دی تھی کہ راز فاش نہ ہونے پائے ورنہ خود اس کی ملازمت خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

اسی روز شام کے وقت ۔

سر سلطان اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھے اخبارات کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ملازم نے عمران کے آنے کی اطلاع دی ۔ سر سلطان نے اسے اسی وقت اندر بلا لیا اور سارے اخبارات سمیٹ کر ایک جانب رکھ دیئے عمران خلاف توقع اس وقت سنجیدہ تھا نہ اس کے چہرے پر حماقتیں برس رہی تھیں اور نہ ہی اس نے ٹیکنی کلر قسم کا لباس پہن رکھا تھا سر سلطان اسے پہلی بار انسانیت کے

جامہ میں دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوئے۔

آؤ عمران ۔ کیا رپورٹ ہے؟

سر ۔ وہی بات ہوئی جس کا خدشہ تھا۔

کیا مطلب ؟

میرا مطلب ہے جناب کہ سرحدی علاقوں میں بغاوت پر اکسانے والا سپرمین ہی ہے۔

کیا وہ جیل سے فرار ہو گیا ؟

جی نہیں جیل ہی میں موجود ہے !

جیل میں بھی موجود ہے اور سرحدی علاقوں میں بغاوت بھی پھیلا رہا ہے اس سے کیا مطلب اخذ کیا جائے ۔

جی ہاں صبح میں فیاض کو ساتھ لے کر جیل گیا تھا وہاں ایک کوٹھڑی میں سپرمین بند تھا لیکن اصلی نہیں بلکہ نقلی۔

نقلی ؟ سر سلطان نے حیرت سے کہا۔

سو فیصد نقلی جناب کیپٹن فیاض اور جیلر تو اسے اصلی ہی سمجھے ہوئے تھے لیکن میں نے اس کا میک اپ پہچان لیا تھا اور اس سے پوری حقیقت معلوم کر لی۔

کیا اس نے بتایا تھا کہ اصل سپرمین کیسے فرار ہوا ؟

جی ہاں نہایت آسان طریقے سے نہ اس نے دیوار پھلانگی نہ رات کی
تاریکی سے فائدہ اٹھایا وہ اس طریقے سے فرار ہوا کہ پولیس کا عملہ اس کا
تصور بھی نہیں کر سکتا تھا. عمران نے شروع سے آخر تک اس کے فرار
کی ساری تفصیل بتا دی. سر سلطان خاموشی اور حیرت سے اسے سنتے رہے
اور جب عمران خاموش ہوا تو کہنے لگا.

جیل کے عملے کی سستی سے ہمیں ایک نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے
اب اخبارات اس معاملہ کو اچھالیں گے اور حکومت کی بدنامی ہوگی.

جی نہیں۔

فی الحال تو میں نے انتہائی سختی سے جیلر اور کیپٹن فیاض کو منع کر
دیا ہے کہ وہ اس کی ہوا بھی نہ نکالیں کہ سپر مین فرار ہو گیا ہے.
لیکن زیادہ عرصہ تک اسے چھپایا بھی تو نہیں جا سکتا۔
میں جیل کے عملہ کو ایسی عبرتناک سزا دلواؤں گا کہ آئندہ سا
جیلوں کا عملہ محتاط ہو جائے گا اور اس نوجوان کو تو اب ساری عمر جی
ہی میں رہنے دو جس نے سپر مین کے فرار میں مدد دی ہے.

کیوں جناب؟ اس کا کیا قصور ہے.

کیا اس کا کوئی قصور نہیں. اس نے ایک انتہائی خطرناک مجرم
جیل سے فرار ہونے میں مدد دی. قانون کی خلاف ورزی کی. اور...

معاف فرمائیے گا جناب. قانون ہی نے اس کی کون سی مدد کی تھی۔
کہ وہ اس کی حفاظت کرتا. وہ خود، اس کی بوڑھی ماں، نوجوان بہن اور
چھوٹا بھائی، جب یہ لوگ فاقہ کشی کر رہے تھے اس وقت قانون کہاں
تھا۔ قانون نے بڑھ کر اس کی مدد کیوں نہیں کی تھی. اس نوجوان نے
ہر شخص کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا لیکن ہر ایک نے اسے ایک ہی جواب
دیا کہ ملازمت نہیں ہے اور پھر ایک قانون شکن انسان نے اس کی
مدد کی احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے تو انسان اپنی جان تک قربان
کر دیا کرتا ہے یہ تو معمولی قانون شکنی کی واردات ہے اور جناب سچ تو یہ
ہے کہ میں نے بھی اس نوجوان سے وعدہ کر لیا ہے.

کیسا وعدہ؟

یہی کہ فی الحال وہ جیل ہی میں رہے اس کے بعد اسے جیل سے رہا
کر دیا جائے گا دراصل میری نیت یہ تھی کہ جناب کہ اصل سپر مین کو گرفتار
کر کے اسے جیل میں بند کر دوں گا اور اسے رہا کر دوں گا.

لیکن عمران تم نے یہ نہیں سوچا کہ اگر پبلک کو اور خصوصاً حزب اختلاف
کو پتہ چل گیا کہ جیل میں اتنے عرصے تک سپر مین نہیں بلکہ کوئی دوسرا
نوجوان بند رہا ہے تو وہ لوگ کس قدر شور مچائیں گے.

یہ شور تو ایک دن ضرور ہوگا جناب لیکن اس کے بغیر چارہ کار بھی

تو نہیں ۔ ایک بے گناہ انسان جو پہلے ہی مظلوم ہے وہ کیوں ساری عمر جیل میں قید رہے جیل میں تو ان لوگوں کو بند ہونا چاہئے جن کی سستی اور حماقت کی وجہ سے مجرم فریب دینے میں کامیاب ہو گیا۔

کیا تم نے اس شخص کا پتہ چلایا جو اس نوجوان کو ہوٹل میں ملا تھا۔

جی ہاں۔ جیل سے نکل کر سب سے پہلے میں نے ہوٹل ہی میں گیا تھا۔ فیاض کو میں نے رخصت کر دیا تھا کیونکہ اس کی وردی سے لوگ شبہ میں مبتلا ہو سکتے تھے۔ ہوٹل والوں سے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ شخص گزشتہ ایک ماہ سے ہوٹل میں نہیں آیا البتہ وہ ہوٹل والوں کو قیدی کی چھ ماہ کی خوراک کی یکمشت قیمت ادا کر گیا ہے۔ اور انہیں سختی سے تاکید کر گیا ہے کہ اسے روزانہ دو وقت کھانا پہنچاتے رہیں۔

مجھے پہلے ہی شک تھا کہ سپرین کے فرار کے بعد وہ وہاں نہیں مل سکے گا تم نے کہا ہے کہ سب سے پہلے تم ہوٹل میں گئے تھے کیا اس کے بعد بھی کہیں گئے تھے۔

جی ہاں۔ اس کے بعد میں نے اس لباس کا پتہ چلایا تھا جو سپرین کو فضاؤں میں اڑاتا تھا مجھے پتہ چلا کہ وہ لباس بھی غائب ہے البتہ اس کی جگہ ایک نقلی لباس وہاں ضرور موجود تھا۔

ظاہر ہے اگر وہ لباس اپنے ساتھ نہ لے جاتا تو پھر سرحد کے جاہل

لوگوں کا دیوتا کیسے بن جاتا اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔

اب تو مجھے وہاں جانا ہی پڑے گا جناب۔ ظاہر ہے کہ سپرین نے ہماری حکومت سے انتقام لینے کے لئے سرحدی علاقے کو پسند کیا ہے غالباً اسے علم تھا یا اس کے ایجنٹوں نے اسے بتا دیا تھا کہ سرحد میں رہنے والے قبیلے انتہائی جاہل ہیں اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن اس جہالت کے ساتھ ساتھ انتہائی جفاکش اور سخت جان بھی ہیں۔ ممکن ہے ان لوگوں کی یہی صفتیں دیکھ یا سن کر اس نے وہ علاقہ منتخب کیا ہو کہ بغاوت کی ابتداء وہاں سے کرائے۔

ہاں میں بھی یہ سوچ رہا ہوں۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

کیا وہاں سے کوئی نئی خبر تو نہیں ہے آئی۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں۔ لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ حالات خراب ہو چکے ہیں۔ اگر بارڈر پولیس بھی اس دیوتا سے متاثر ہو گئی تو پھر وہاں بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ اور وہ پہاڑی علاقہ اس قسم کا ہے کہ بغاوت پر جلد قابو بھی نہیں پایا جا سکے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم جلد از جلد وہاں روانہ ہو جاؤ۔ تمہارے جانے سے کم از کم مجھے یہ اطمینان تو ہو جائے گا کہ حالات پر نگاہ رکھو گے۔ خود قابو پانے کی کوشش کرو گے یا مجھے صحیح مشورہ دے سکو گے۔

ٹھیک ہے جناب. میں کل صبح سویرے روانہ ہو جاؤں گا.

لیکن تم جاؤ گے کیسے ؟ میرا مطلب ہے اگر تم کہو تو میں جہاز کا انتظام کر دوں.

جی نہیں آپ جانتے ہیں کہ وہاں میرا مقابلہ کسی تنہا شخص سے نہیں ہوگا. اگر صرف سپرین کا معاملہ ہوتا جیسے یہاں تھا تو میں جہاز پر چلا جاتا اور اسے گرفتار کر لیتا. لیکن یہاں کے برعکس وہاں حالات دوسرے ہیں یہاں وہ اکیلا تھا اور یہاں کی پبلک اس کے خلاف تھی وہاں وہ تنہا نہیں ہے بلکہ ساری پبلک اس کے ساتھ ہے بلکہ اسے اپنا دیوتا اور نجات دہندہ مان کر اسے سجدہ بھی کر رہی ہے. ظاہر ہے کہ اس کے ایک اشارے پر ساری پبلک اپنی جان قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائے گی ایسی حالت میں کسی تیاری کے بغیر جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے برابر ہے

کیا فوج کا دستہ اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو ؟

جی نہیں. فوج کے دستہ کی مجھے ضرورت نہیں خود میرے ماتحت کسی فوجی دستہ سے کیا کم ہیں ؟

مطلب یہ کہ تم اپنی ساری پارٹی کو بھی ہمراہ لے جاؤ گے.

جی ہاں ! ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ زندہ بھی اکٹھے ہی رہیں گے اور مریں گے تو بھی سب اکٹھے ہی مریں گے ایک ایسی مہم پہ جہاں ایک ایک

قدم پر موت کا اندیشہ ہو. وہاں ہم سب کا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے.

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی .

البتہ وہاں جلد پہنچنے کی ایک ترکیب ہو سکتی ہے جناب کہ یہاں سے ہم لوگ سرحد کے پہلے شہر تک ہوائی جہاز میں چلے جائیں اس کے بعد تو آپ جانتے ہیں کہ سر بفلک پہاڑ شروع ہو جاتے ہیں. اور وہاں باربرداری کا واحد ذریعہ خچریں ہیں. وہاں سے ہم خچریں لے کر روانہ ہو جائیں

اگر تم کل یہاں سے جاؤ تو اس کا مطلب ہے کہ پہلے سرحدی شہر سے تم پہاڑوں کی جانب پرسوں روانہ ہو سکو گے اور دو تین دن کے بعد اس علاقے میں پہنچ جاؤ گے. جہاں آج کل عملی طور پر سپرین کی حکومت ہے.

جی ہاں. اس سے پہلے وہاں پہنچنا ناممکن ہے.

ٹھیک ہے عمران بیٹے تم آج رات اپنی ساری تیاریاں مکمل کر لو. صبح کس وقت یہاں سے روانہ ہونا چاہتے ہو ؟ تاکہ میں سپیشل فلائٹ کا انتظام کر دوں.

میرا خیال ہے جناب کہ صبح سویرے پانچ بجے ہمیں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے.

ٹھیک ہے تمہاری پارٹی کو لے جانے کے لئے صبح پانچ بجے ایک طیارہ ہوائی اڈے پر تیار ملے گا. کچھ اور......!

آپ پولیٹیکل ایجنٹ کو بذریعہ وائرلیس اطلاع دے دیں کہ عنقریب ایکسٹو وہاں پہنچ رہا ہے۔ نیز اگر کبھی ایکس ٹو یا اس کے کسی نمائندے کو اس کی مدد کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بلا توقف ہر قسم کی مدد دے سکے۔

ٹھیک ہے میں اسے فوراً ہی پیغام بھجوا رہا ہے کہ جب تک بغاوت ختم نہیں ہو جاتی اور مجرم اپنے کیفر کردار تک نہیں پہنچ جاتے اس علاقے کا اصل حکمران ایکس ٹو ہوگا اور پولیٹیکل ایجنٹ ایکس ٹو کے ہر اشارے کی تعمیل کرے گا کچھ اور.....

ایک اور کام آپ کر دیں جناب۔

ہاں ہاں کہو۔

جہاں ہمارا جہاز اترے گا اس علاقے کے ڈی سی کو پیغام بھجوا دیں کہ ہمارے لئے کم از کم پانچ بہترین خچروں کا انتظام صبح سویرے تک کر دے اور اگر ممکن ہو سکے تو ایک رہنما بھی تیار رکھے میرا ارادہ ہے جناب کہ جہاز سے اترتے ہی ہم لوگ منزل مقصود کی جانب روانہ ہو جائیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

کیا ڈی سی کو بھی یہ اطلاع دی جائے کہ ایکس ٹو کی پارٹی آ رہی ہے

نہیں میرا خیال ہے اسے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ورنہ راز فاش ہو جائے گا۔

ٹھیک ہے تمہارے وہاں پہنچنے تک سارے انتظامات مکمل ملیں گے۔

ایک آخری بات جناب۔

وہ کیا؟

آپ وعدہ کریں کہ اگر میں وہاں سے واپس نہ آسکا تو آپ نہ صرف آپ اس نوجوان کو جیل سے رہا کر دیں گے بلکہ اسے کوئی اچھی ملازمت بھی دلوا دیں گے تاکہ وہ اپنی بوڑھی ماں اور بہن بھائی کی کفالت کر سکے عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

سر سلطان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پھر انہوں نے عمران کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ کافی دیر تک اس کی پشت پر پیار سے ہاتھ پھیرتے رہے اور جب انہوں نے عمران کو اپنے سینے سے علیحدہ کیا تو عمران نے دیکھا کہ سر سلطان جیسے سنجیدہ انسان کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگے۔

عمران بیٹے تم انشاءاللہ واپس آؤ گے قوم اور ملک کو ابھی تمہاری اشد ضرورت ہے میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ میں تمہیں کسی مہم پر بھیجوں اور تم واپس نہ آؤ تاہم میرا وعدہ ہے اگر خدانخواستہ تم واپس نہ آسکے تو تمہارا یہ بوڑھا چچا خود اس نوجوان کو قید سے نہ صرف رہائی دلا دے گا

بلکہ اسے ایک شاندار قسم کی ملازمت بھی دلوادی جائے گی۔

بہت بہت شکریہ جناب۔

عمران نے سر سلطان کا شکریہ ادا کیا چند لمحے وہیں کھڑا انہیں دیکھتا رہا اور پھر نہائیت ادب سے جھک کر انہیں سلام کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

سر سلطان اس وقت تک اسے دیکھتے رہے جب تک وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوگیا۔

رات کے تقریباً گیارہ بجے تک عمران نے اپنی ساری تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔

سر سلطان سے اٹھ کر وہ سیدھا ڈاکٹر داور کے پاس گیا تھا اسے سارے حالات سے آگاہ کرنے کے بعد اس نے ڈاکٹر سے اس قسم کے مخصوص دو لباس لئے تھے جنہیں پہن کر انسان بالکل ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور ہوا میں پرندوں کی طرح تیرنے لگتا ہے علاوہ

اذیں ڈاکٹر داور نے اسے ایٹمی شعاؤں سے چلنے والے دو خاص قسم کے ریوالور دیئے تھے ۔ ان کے علاوہ بھی عمران نے اپنی مرضی سے تین چار قسم کے سائنسی ہتھیار لئے تھے اس کے بعد وہ اپنے فلیٹ میں آیا تھا تھا اور سفر کے لئے جیسی تیاری مناسب تھی اور جو جو چیزیں درکار تھیں ان سب کی فہرست اس نے جوزف کو بنا کر دے دی تھی ۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ رات کے تین بجے تک ساری تیاریاں مکمل ہو جانی چاہئیں ۔

اور اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے ۔

عمران اپنے فلیٹ سے سیدھا دانش منزل پہنچ گیا تھا جہاں طاہر موجود تھا ۔ اس نے طاہر کو اپنی نئی مہم کی تفصیلات بتائی تھیں طاہر کا بھی ارادہ تھا کہ اس کے ساتھ جائے لیکن عمران نے طاہر کو دارالحکومت ہی میں رہنے کی تاکید کی تھی ۔ اس کی مدد کے لئے اس نے صدیقی اور تنویر کو بھی یہاں ہی چھوڑ جانا مناسب سمجھا تھا اسے یقین تھا کہ اس کی غیر حاضری میں اگر کسی مجرم نے سر اٹھایا تو طاہر اپنے ماتحتوں کی مدد سے اس کا سر کچل سکے گا ۔ اپنے ساتھ ایکسٹو کی ٹیم میں سے وہ صرف چوہان اور صفدر کو لے جانا چاہتا تھا بعد میں اس نے جولیا کا اضافہ کر لیا تھا جوزف ویسے ہی اس قسم کی مہم میں اس کے ساتھ ہوتا ہے اس سے زیادہ بھیڑ وہ پسند نہیں کرتا تھا ۔ چنانچہ طاہر کو سب کچھ سمجھانے کے بعد اس نے

ایکسٹو کے مخصوص ٹیلیفون پر جولیا چوہان اور صفدر کو باری باری رنگ کیا ۔ سب سے پہلے اس نے جولیا کو جگایا تھا

یس ۔ جولیا نافٹز واٹر سپیکنگ ۔

جولیا ۔ کیا تم سو گئی تھیں ۔ عمران نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا ۔

یس سر ۔ ابھی چند لمحے پہلے پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی ۔

اس وقت گیارہ بجکر دس منٹ ہوئے ہیں تم اپنی گاڑی میں ٹھیک بارہ بجے دانش منزل پہنچ جاؤ گی ۔

یس سر میں ٹھیک بارہ بجے حاضر ہو جاؤں گی ۔

گڈ ۔ اوور اینڈ آل ۔

اس کے بعد اس نے صفدر کے نمبر ڈائیل کئے تھے صفدر غالباً ابھی سویا نہیں تھا ۔ فوراً ہی جواب ملا ۔

یس ۔ صفدر سعید سپیکنگ ۔

ایکسٹو ۔

یس سر ۔

صفدر ۔ ٹھیک بارہ بجے دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ جاؤ ۔

کوئی خاص مہم جناب۔ صفدر نے سوال کیا تھا۔

ہاں ایک خاص مہم کے متعلق ہدایات دی جائیں گی۔

یس سر۔ میں بارہ بجے پہنچ جاؤں گا۔

اوکے اوور اینڈ آل۔

اس کے بعد اسی قسم کا فون اس نے چوہان کو کیا اور اسے بھی بارہ بجے پہنچنے کی تاکید کر کے طاہر کو سمجھانے لگا۔ کہ بارہ بجے ان سب کے آنے پر انہیں کیا ہدایات دینی ہیں اور پھر ان سارے امور سے فارغ ہو کر وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھ گیا۔ طاہر کو اس نے اس کے مخصوص کمرے میں بھیج دیا تھا جہاں سکرین پر وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھے ہوئے اپنے ماتحتوں کو نہ صرف دیکھ سکتا تھا بلکہ سپیکر پر ہدایات بھی جاری کر سکتا تھا۔

پھر ٹھیک رات کے بارہ بجے۔

دانش منزل کے آٹومیٹک گیٹ میں سب سے پہلے جولیا کی کار داخل ہوئی جولیا ابھی کار گیراج میں کھڑی کر رہی تھی کہ اس کے بعد صفدر کی کار آئی اور اس کے ساتھ ہی چوہان بھی اپنی گاڑی میں وہاں پہنچ گیا۔ ان تینوں نے اپنی اپنی گاڑی گیراج میں کھڑی کی۔ عمران کی گاڑی پہلے ہی وہاں موجود تھی۔

تو یہ حضرت پہلے ہی یہاں موجود ہیں۔ صفدر نے مسکرا کر عمران کی ٹوسیٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے کوئی مہم ان حضرت کے بغیر کیسے سرانجام دی جا سکتی ہے جولیا نے دل ہی دل میں خوش ہو کر صفدر کو جواب دیا۔ اور پھر یہ تینوں ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہوئے جہاں عمران ایک صوفے پر دراز زور زور سے خراٹے لے رہا تھا اس کی ٹانگیں صوفے پر تھیں آدھا دھڑ بھی صوفے پر تھا البتہ سر نیچے قالین کے ساتھ لگ رہا تھا۔ ایک بازو قالین پر پھیلا ہوا تھا اور دوسرے بازو سے اس نے اپنی ایک ٹانگ کو پکڑ رکھا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور پورے کمرے میں اس کے خراٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔

یہ تینوں خاموشی سے مسکرا مسکرا کر اسے دیکھتے رہے۔

جولیا نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر دبے قدموں اس جگہ پہنچی جہاں عمران کا سر قالین پر رکھا ہوا تھا پہلے تو وہ ادھر ادھر دیکھتی رہی جب اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو اس نے اپنے سر سے ایک بال اکھاڑ لیا اس بال کی تین چار تہیں کر کے اس نے معمولی سا بٹ دیا اور پھر اس کا ایک سرا اس نے عمران کی ناک میں رکھ دیا عمران کو فوراً ہی چھینک آئی۔ اس کے ساتھ ہی

اس کا وہ ہاتھ جو اس کی ٹانگ پر رکھا ہوا تھا اٹھا اور پلک جھپکنے کی
دیر میں اس نے جولیا کی گردن دبوچ لی لیکن اس کی آنکھیں ابھی تک بند
تھیں. بظاہر یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے نیند کے عالم میں اس نے کسی کو
دبوچ لیا ہے اب وہ بڑبڑانے لگا تھا.

بہت تیرے کی. اب آئی ہے میری بندریا قابو. اب تجھے ڈگڈگی کا نا
پچواؤں گا.

ارے ارے چھوڑو میری گردن جولیا نے چلاتے ہوئے کہا اور عمران
نے جلدی سے اس کی گردن چھوڑ کر آنکھیں کھول لیں.

اوہ. یہ تم تھیں. لیکن تم بندریا سے جولیا کیسے بن گئیں.

آہا صفدر بھائی بھی تشریف لائے ہیں اور پرتھوی راج چوہان صاحب بھی

میرا خیال ہے کہ اب تم جاگ رہے ہو. جولیا نے اپنی گردن مسلتے
ہوئے کہا.

میں سویا ہی کب تھا وہ تو صرف ایک حسین خواب دیکھ رہا تھا.
میرے پاس ایک بندریا تھی. جسے میں نچانے کی کوشش کر رہا تھا او
وہ ناچ نہیں رہی تھی. اب اچانک ہی وہ قابو میں آگئی اور پھر میں ا سے
نچانے ہی والا تھا کہ وہ تم بن گئیں.

تمہیں کسی دن بندریا کی طرح ناچنا پڑے گا یاد رکھنا.

ہر بندر کو ناچنا ہی پڑتا ہے. لیکن تم تینوں کہاں سے آ رہے ہو؟

اپنے اپنے فلیٹ سے.

صفدر نے جواب دیا.

اور تم یہاں کیوں دکھائی دے رہے ہو؟

جولیا نے عمران سے پوچھا

مجھے تو آج فلیٹ کے مالک نے گزشتہ چھ ماہ کا کرایہ ادا نہ کرنے کی
وجہ سے باہر نکال دیا ہے سلیمان بے چارہ پتہ نہیں کہاں ہو گا جوزف
البتہ میرا سامان لے کر یہاں ہی آنے والا ہے کیا زندگی ہے ہم غریبوں
کی بھی. میں خواب میں سوچ رہا تھا کہ اگر یہ جگہ بھی نہ ہوتی تو پھر میں کہاں
جاتا؟

صفدر اسے کوئی جواب دینے ہی والا تھا کہ کمرے میں لگے ہوئے سپیکر
پر ایکسٹو کی آواز سنائی دینے لگی.

ہیلو عمران.

باپ رے. یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟

عمران نے اپنے صوفے سے اچھلتے ہوئے کہا. اور باقی لوگ مسکرانے لگے
ایکسٹو کی آواز دوبارہ ابھری.

ہیلو جولیا، صفدر، چوہان

یس سر تینوں نے یکبارگی جواب دیا. ان سب کو علم تھا کہ ان کی آواز ایکس ٹو سن سکتا ہے اور انہیں دیکھ بھی سکتا ہے لہذا یہ تینوں سنجیدہ ہو گئے تھے. البتہ عمران ابھی تک ایک جانب کھڑا اپنے چہرے کے مختلف زاویے بنانے میں مصروف تھا.

ایکس ٹو کی آواز پھر کمرے میں ابھری.

میرا خیال ہے آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے تم سب کو اس وقت یہاں کیوں جمع کیا ہے ؟

ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا.

ہاں سوچنا ہی چاہیئے دراصل ہمارے ملک کی شمالی سرحد پر ایک نئے فتنے نے سر اٹھایا ہے آپ لوگ شاید جانتے ہوں گے کہ شمالی علاقے کے بالکل آخر میں سرحد کے ساتھ ساتھ ایسے قبیلے موجود ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں وہ لوگ جو بھی کوئی نئی چیز دیکھتے ہیں اسے دیوی دیوتا بنا اس کی پوجا شروع کر دیتے ہیں ان کے ہاں کوئی قانون نہیں بات بات پہ خون بہا دینا ان کے ہاں معمولی بات ہے وہ لوگ انتہائی محنتی جفاکش اور سخت جان ہیں. چونکہ تقریباً ہر شخص کے پاس رائفل موجود موجود ہے اس لئے بڑے ہی اچھے نشانہ باز ہیں کیا آپ لوگ میری آواز سن رہے ہیں ؟

یس سر. اس مرتبہ جولیا نے جواب دیا.

گڈ. وہ علاقہ یہاں سے نہ صرف کافی دور ہے بلکہ دنیا کے بلند ترین پہاڑ اس علاقے میں واقعہ ہیں. سال بھر وہاں برف جمی رہتی ہے اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہتی ہیں چونکہ دشوار راہیں طے کر کے بمشکل وہاں انسان پہنچ سکتا ہے اس لئے ہماری حکومت نے سرحدی پولیس بھیجنے کے علاوہ وہاں زیادہ دلچسپی کبھی نہیں لی.

چند لمحے ایکس ٹو کی آواز بند رہی جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو پھر آواز ابھری.

ان دنوں وہاں ایک بغاوت جنم لے رہی ہے وہاں ایک ایسا مجرم پہنچ گیا ہے جسے ان لوگوں نے اپنا دیوتا تسلیم کر لیا ہے وہ مجرم فضاؤں میں اڑ سکتا ہے نگاہوں سے اوجھل ہو سکتا ہے اور اس پر کوئی گولی اثر نہیں کرتی. ظاہر ہے کہ ایسے مجرم کا وہاں پہنچ کر دیوتا بن جانا کوئی بڑی بات نہیں.

سر

یس. جولیا کیا کہنا چاہتی ہو؟

سر ایسے ہی ایک مجرم کو ایک سال پہلے آپ نے قانون کے حوالے کیا تھا.

ہاں تم ٹھیک کہتی ہو مس جولیا۔ سُپرمین میں بھی ایسی ہی قوتیں تھیں۔ اور اسے میں نے پکڑ کر جیل میں بھی بند کر دیا تھا لیکن تم سب کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہی مجرم جو یہاں سُپرمین تھا وہاں جا کر دیوتا بن گیا ہے۔

کیا وہ جیل سے فرار ہو گیا ہے جناب ؟

صفدر نے پوچھا۔

ہاں وہ محافظوں کو دھوکہ دے کر نکل گیا تھا البتہ اس کی جگہ ابھی ایک نقلی سُپرمین جیل میں بند ہے بہر حال اب میں تم لوگوں کو اس علاقے میں بھیج رہا ہوں تاکہ تم وہاں جا کر بغاوت کا انسداد کر سکو۔

ہم تیار ہیں جناب صفدر، چوہان اور جولیا نے یک زبان جواب دیا۔

گڈ۔ مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ تم لوگ قوم اور وطن کی خاطر ہر وقت جان کی بازی لگانے کے لئے تیار رہتے ہو اس مرتبہ مہم کا انچارج عمران ہو گا۔

عمران ہی بہترین انتخاب ہے جناب سپرمین کی طرح یہ بھی بلند چھلانگیں لگا سکتا ہے جولیا نے عمران کی جانب دیکھ کر ایکسٹو کی آواز کا جواب دیا۔

ہاں عمران اس کی قوتوں سے پوری طرح آگاہ ہے تمہیں ہر لمحہ عمران کے حکم کی تعمیل کرنا ہو گی۔ یاد رکھنا ایک لمحہ کی غفلت بھی تم میں سے کسی کو موت کی نیند سلا سکتی ہے لہذا میں تم سب سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس علاقے میں

پہنچنے کے بعد تمہاری کوئی حرکت عمران کی مرضی کے خلاف نہیں ہو گی۔

یس سر۔ آپ مطمئن رہیں۔

ٹھیک ہے صبح سویرے ٹھیک پانچ بجے ائیرپورٹ پر جہاز تیار ملے گا۔ آپ لوگ وقت پر پہنچ کر اس میں سوار ہو جائیں مجھے یقین ہے کہ جس اعتماد سے آپ لوگ جا رہے ہیں اسی طرح کامیابی سے واپس لوٹیں گے۔

کیا کسی کے ذہن میں کوئی سوال ہے ؟

ہمیں تیاری کے متعلق ہدایات کی ضرورت ہے جناب۔

نہیں تمہیں کسی قسم کی کوئی تیاری نہیں کرنی۔ تمہارے لباس ہتھیار اور ضروریات کی تمام اشیاء مہیا کر دی جائیں گی لہٰذا جس طرح یہاں موجود ہو اسی طرح جہاز میں سوار ہو جاؤ۔

یس سر۔ اوور اینڈ آل۔ وش یو گڈ لک ایکسٹو کی آواز آئی اور اس کے بعد سپیکر خاموش ہو گیا۔

صبح کے ٹھیک پانچ بجے۔
دارالحکومت سے ایک سپیشل طیارہ
اس پارٹی کو لے کر روانہ ہو گیا۔ سر
سلطان نے نہ صرف سپیشل طیارے
کا انتظام کر دیا تھا بلکہ انہیں الوداع
کہنے کے لئے بہ نفس نفیس تشریف لائے
تھے جب جوزف، صفدر چوہان اور
جولیا طیارہ میں سوار ہو گئے تو عمران
اس مخصوص کمرے میں گیا، سر سلطان
جہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب آپ نے یہاں آنے کی کیوں زحمت فرمائی۔ عمران نے سلام
کرتے ہوئے کہا۔
بیٹا عمران تم نے کل گفتگو کچھ اس انداز میں کی تھی کہ میں یہاں آئے بغیر
نہ رہ سکا کیا تم سارے انتظامات مکمل کر کے جا رہے ہو؟
جی ہاں یہاں کے لئے میں نے طاہر کو سمجھا دیا ہے۔ اس کی مدد کے
لئے تنویر اور صدیقی کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ امید ہے کہ میری غیر حاضری
میں وہ کسی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔
یہاں کے متعلق نہیں بیٹا میں وہاں کے متعلق دریافت کر رہا ہوں
جہاں تم جا رہے ہو۔
جی ہاں وہاں کے لئے بھی میں نے ساری تیاری مکمل کر لی ہیں۔
ٹھیک ہے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم کامیاب واپس لوٹو گے۔ لیکن
میری ایک نصیحت یاد رکھنا بیٹے۔
جی فرمائیے۔
قوم اور ملک کی خاطر جان دے دینا یقیناً بہت بڑی عظمت ہے
لیکن اگر جان دیئے بغیر ہی مقصد حاصل ہو سکے تو پھر جان کی حفاظت انتہائی
ضروری ہے۔
آپ اطمینان رکھیں جناب اول تو سرحدی دلوتا میرے لیئے نیا نہیں

یہاں ایک مرتبہ وہ شکست کھا چکا ہے اور اگر اس نے مزید تیاریاں
بھی کر لی ہوں گی تو بھی ڈاکٹر داور کے فراہم کردہ ہتھیاروں پر مجھے پورا
بھروسہ ہے ان کے آگے اس کی سائنسی قوتیں ٹھہر نہیں سکیں گی۔

تمہارے ساتھ کون کون جا رہا ہے؟

جولیا، جوزف، صفدر اور چوہان۔

جولیا کو اس خطرناک سفر میں اپنے ساتھ کیوں لے جا رہے ہو؟

صرف مجرم کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے جناب۔

ہم۔ میں سمجھ گیا بہرحال تمہارے ذمہ اپنی جان کی حفاظت ہی نہیں
بلکہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت بھی ہے۔

میں اپنے ساتھیوں کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کیا کرتا ہوں۔

ہاں میں جانتا ہوں اب تم جاؤ دیر ہو رہی ہے۔ پائلٹ طیارے
میں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ میں نے پولیٹیکل ایجنٹ کو بھی ہدایات
جاری کر دی ہیں اور شہر کے ڈی سی کو بھی۔ امید ہے کہ تمہیں اِن کی جانب
سے کسی شکائت کا موقع نہیں ملے گا اور اگر تمہیں اپنے احکام کی تعمیل میں ذرا
بھی سستی ملے تو اپنے خصوصی اختیارات سے کام لیتے ہوئے انہیں ملازمت
سے علیحدہ بھی کر سکتے ہو۔ ان علاقوں کا ہر حاکم تمہارے حکم کی تعمیل اپنے
لئے باعث فخر سمجھے گا۔

شائد ایسا موقع نہ آئے اب آپ جا کر آرام کریں جناب۔

ہاں ٹھیک ہے کیا تم وقتاً فوقتاً اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہو گے

ہر شام میں طاہر سے بذریعہ ٹرانسمیٹر گفتگو کیا کروں گا جناب۔ اور
روزانہ طاہر آپ کو ہماری خیریت کی اطلاع دے دیا کرے گا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے اب میں مطمئن ہوں اب جاؤ خدا حافظ۔
سر سلطان نے بوجھل لہجے میں کہا اور پھر عمران کو اپنے سینے سے لگا کر الوداع
کہہ دیا۔ عمران اپنے اس شفیق اور مہربان باس کے پیار کو سینے میں دبائے
جب جہاز میں سوار ہوا تو اسی وقت ایئر ہوسٹس نے جہاز کا دروازہ
بند کر دیا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے شیشے کی کھڑکیوں
سے ایئرپورٹ کی روشنیاں دیکھ رہے تھے عمران کو آتے دیکھ کر صفدر کہنے
لگا۔

آپ باہر کیا کر رہے تھے جناب؟

ایک بزرگ ملنے آگئے تھے یار۔

ایکس ٹو ہو گا۔ جولیا نے اندازہ لگایا۔

ہاں وہی تھا۔ عمران نے ان کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیا کہہ رہا تھا؟ چوہان نے پوچھا۔

کچھ نہیں یار یہ دنیا کس قدر مطلب پرست ہے اس کا اندازہ مجھے اب

ایکسٹو کی گفتگو سے ہوا۔
کیا مطلب وہ سب حیرت سے اس کی جانب دیکھنے لگے۔
تمہارا یہ ایکسٹو انتہائی خود غرض ہے یار۔
آخر ہوا کیا؟ کچھ بتا بھی دو جولیا نے کہا۔
ہونا کیا تھا اسے پتہ ہے کہ ہم لوگ ایک انتہائی خطرناک مہم پر جا رہے ہیں ملک کے دور دراز حصے میں جہاں ہر وقت برف گرتی ہے ٹھنڈی یخ ہوائیں چلتی ہیں۔ ہواؤں سے زیادہ وہاں گولیاں برستی ہیں۔ وہاں وہ ہمیں ایک ایسے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے جو نظروں سے اوجھل ہو سکتا ہے چھلانگیں لگا کر پہاڑ عبور کر جاتا ہے جس پر کوئی گولی اثر نہیں کرتی جسے وہاں کے عوام اپنا دیوتا مان کر اس کی پوجا کرتے ہیں اور اس کے اشارے پر ہماری بوٹیاں نوچ سکتے ہیں۔
ہاں یہ سب درست ہے۔ ہمیں واقعی ایسے ہی دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔
ایسی حالت میں عمران نے اپنے ساتھیوں پر نگاہ ڈال کر کہا۔
ایسی حالت میں کیا ایکسٹو کے لئے لازمی نہیں تھا کہ وہ اپنی ذاتی رنجشیں فراموش کر دیتا اور صرف قوم اور وطن کے پیار کا جذبہ دل میں لے کر ہمیں الوداع کہتا۔

ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا اور میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہوا ہوگا اگر ایسا ہی ہوا ہوتا تو پھر مجھے کیوں دکھ ہوتا۔ عمران نے غمزدہ لہجے میں کہا۔
تو کیا اس نے کسی اور جذبے کا اظہار کیا ہے؟ چوہان نے حیرت سے پوچھا۔
ہاں اس نے ویسے ہی اظہار تو پیار ہی کے جذبے کا کیا ہے لیکن وہ پیار قوم اور وطن کے لئے نہیں تھا بلکہ۔
کس کے لئے تھا؟ جولیا نے جلدی سے پوچھا۔
تمہارے لئے۔ عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔
جولیا نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عمران جلدی سے اٹھ کر جوزف کے قریب جا بیٹھا اور کہنے لگا۔
وہ کہہ رہا تھا کہ جولیا کا خاص خیال رکھنا سنا ہے کہ وہاں کے لوگ خوبصورت عورتوں کے لئے فوراً ہی گولی چلا دیا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم دیوتا کو مارتے مارتے دیوی ہی کو گم کر دو۔ اگر تم نے جولیا کو گم کر دیا یا اسے کسی بھی قسم کا نقصان پہنچا تو اس کا وہ تازہ تازہ پیار اپنی موت آپ مر جائے گا جو گزشتہ ایک سال سے اس کے سینے میں پرورش پا رہا ہے اور اب عنقریب بالغ یعنی کہ جوان ہونے والا ہے

جولیا اسس سے زیادہ نہ سن سکی اور تو اسے کچھ نہ ملا اس نے اپنی جھولی میں رکھا ہوا پرس ہی اٹھا کر عمران پر پھینک دیا لیکن عین اسی لمحے بدقسمتی سے جہاز کے عملے کا ایک ملازم پائلٹ روم سے باورچی خانے کی جانب جا رہا تھا۔ وہ پرس سیدھا اس کے سر میں لگا اور وہ بڑی حیرت سے جولیا کی جانب دیکھنے لگا۔

پلیز۔ عمران نے اسے جلدی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس کی کسی حرکت کا بُرا محسوس نہ کرنا اس کو اکثر دماغی دورے شروع ہو جاتے ہیں اس کو علاج کے لئے لے جا رہے ہیں آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔

جی نہیں یہ لیجئے اپنا پرس۔

شکریہ۔ بہت بہت شکریہ۔ عمران نے پرس لے کر اسے رخصت کر دیا۔ اور پھر پرس کھول کر اس کی تلاشی لینے لگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ جولیا کے پرس سے لپ سٹک کی بجائے ایک چھوٹا سا خوبصورت ریوالور ہی نکلا ہو گا۔ اسی اثناء میں ایئر ہوسٹس ان کے لئے گرم گرم کافی لے آئی تھی اسے غالباً اس شخص نے جولیا کے ذہنی دورے کے متعلق بڑھا چڑھا کر بتا دیا تھا۔ لہٰذا سب کو کافی کا ایک ایک کپ دینے کے بعد جب وہ جولیا کی جانب بڑھی تو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ہچکچا رہی

ہے۔ عمران نے اس کی ہچکچاہٹ بھانپ لی تھی مسکرا کر کہنے لگا۔

آپ خوف نہ کھائیں محترمہ اسے دورہ صرف مردوں کو دیکھ کر پڑتا ہے۔

مجھے افسوس ہے جناب۔ ایئر ہوسٹس نے کافی کا پیالہ جولیا کو پکڑایا اور خود جلدی سے دور ہٹ گئی۔

جولیا کھا جانے والی نگاہوں سے عمران کی جانب دیکھنے لگی لیکن عمران بڑے اطمینان سے کافی کی چسکیاں لینے لگا تھا۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین جہاز کے سپیکر سے پائلٹ کی آواز ابھری۔

مجھے امید ہے کہ آپ نہائیت اطمینان سے سفر کر رہے ہوں گے اس وقت جہاز دس ہزار فٹ کی بلندی پر پانچسو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہا ہے۔ ہم دارالحکومت سے ڈیڑھ سو میل دور آ چکے ہیں اور انشاءاللہ سات بج کر دس منٹ پر منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے معزز حضرات جہاز کا عملہ آپ کی خدمت کے لئے تیار ہے۔

ڈیڑھ سو میل جولیا نے حیرت سے باہر دیکھ کر کہا اس کا خیال تھا کہ ابھی وہ دارالحکومت ہی کی فضاؤں میں پرواز کر رہے ہوں گے کیونکہ عمران کی حرکتوں نے وقت کا احساس ہی نہیں ہونے دیا تھا دراصل عمران کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس کے ساتھیوں کے دل میں اگر خطرناک مہم پر جانے

کا تھوڑا سا خوف بھی ہو یا دارلحکومت کو چھوڑنے کا ملال ہو تو وہ دور ہو جائے۔ اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو احساس بھی نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ دارلحکومت سے اتنی دور آچکے ہیں صفدر اس کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ لہٰذہ باقی ماندہ وقت گزارنے کے لئے اس نے گفتگو شروع کر دی۔

عمران صاحب اور کیا کہہ رہا تھا ایکسٹو؟

کچھ نہیں یار۔ پرسوں اس سے ایک روپیہ چالیس پیسے میں نے ادھار لئے تھے اب تقاضا کر رہا تھا کہ پتہ نہیں تم اس مہم سے زندہ واپس بھی آؤ گے یا نہیں۔ اگر اپنی زندگی میں ہی قرض اتار دو گے تو تم پر قبر کا عذاب نہیں ہوگا اور پتہ نہیں کیسی کیسی نصیحتیں کر رہا تھا۔ لیکن میں نے ایک بھی نہیں سنی۔

کیوں؟ صفدر نے مسکرا کر پوچھا۔

دراصل میں دل میں منصوبے باندھ رہا تھا کہ بیٹا تمہیں ایک روپیہ چالیس پیسے تو میں کسی حالت میں بھی واپس نہیں کروں گا خواہ مجھے مرنا ہی کیوں نہ پڑے کیوں ڈیئر صفدر اگر میں مر گیا تب تو وہ ان پیسوں کا تقاضا نہیں کرے گا۔

پھر وہ تقاضا کس سے کرے گا۔ چوہان نے دخل دیا۔

بس تو ٹھیک ہے مر جانا ہی مناسب ہے۔

لیکن تم اس کا قرض ہی کیوں نہیں ادا کر دیتے جولیا نے مسکرا کر کہا۔

واہ۔ قرض کہاں سے ادا کروں جیب میں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں تمہارا پرس بھی خالی تھا۔

میں ادا کر دوں گا قرض عمران صاحب۔ آپ مرنے کا ارادہ ملتوی کر دیں قربان جاؤں۔ دوستی اسے کہتے ہیں اگر دوست ایسی مصیبت کے وقت کام نہیں آئیں گے تو بیاہ شادی میں کیسے کام آ سکتے ہیں عمران جلدی سے اٹھا اور صفدر کے گلے سے لپٹ گیا بدقسمتی سے اسی وقت وہی ملازم باورچی خانے سے پائلٹ روم کی جانب واپس جا رہا تھا جس کے سر میں جولیا کا پرس لگا تھا وہ عمران کی جانب حیرت سے دیکھنے لگا۔

کچھ نہیں مسٹر۔ اب ان کو دماغی دورہ پڑا ہے آپ جائیں۔ جولیا نے بڑی سنجیدگی سے اسے کہا اور وہ شخص ان سب کی جانب حیرت سے دیکھتا ہوا پائلٹ روم کی جانب روانہ ہو گیا غالباً دل میں سوچ رہا ہو گا کہ کیا ان سب کو باری باری دورے پڑتے ہیں۔

صبح کے ٹھیک سات بج کر دس منٹ پر۔

ان کا جہاز اس ہوائی اڈے میں اترے جو مملکت کے آخری شہر میں بنایا گیا تھا۔ یہ شہر بھی بلند پہاڑوں کے عین درمیان میں واقع تھا۔ چونکہ

یہاں اڈہ کے لئے جگہ ہموار تھی اس لئے حکومت نے خاص مصلحتوں کے تحت یہاں پر ہوائی اڈہ تعمیر کر لیا تھا اس کے آگے پہاڑ انتہائی بلند تھے اور کہیں بھی ہموار جگہ نہیں تھی اس لئے اس شہر کا اڈہ بھی مملکت کا آخری ہوائی اڈہ سمجھا جاتا تھا جس وقت عمران اور اس کی پارٹی باہر آئی۔ صبح کے سات بج کر دس منٹ ہوئے تھے سورج گو طلوع ہو چکا تھا لیکن بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ ہر جانب بلند برف پوش پہاڑ کھڑے تھے اور ان برفانی پہاڑوں سے ٹکرا کر تیز چلنے والی ہوائیں سیٹیاں بجا رہی تھیں جب وہ جسم سے ٹکرائیں تو یوں محسوس ہوتا جیسے لباس چیر کر جسم کے اندر گھس گئی ہوں ان لوگوں نے گرم کپڑے پہن رکھے تھے اوپر سے جیسٹر بھی تھے لیکن اس کے باوجود جہاز سے باہر نکلتے ہی ان پر کپکپی طاری ہو گئی اور دانت بجنے لگے۔

عمران صاحب بہت سردی ہے۔

ہاں یار۔ میں بھی حیران ہوں ان پہاڑوں میں تو گرم لوئیں چلنی چاہئیں اور یہاں ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں عمران نے جوہان کو جواب دیا اور اس سامان کی جانب دیکھنے لگا جو جہاز کے عملے نے اتار کر اڈہ کی عمارت کی جانب روانہ کر دیا تھا جوزف اس سامان کے ساتھ تھا۔

ہر جانب ویرانی اور خاموشی تھی۔

عمارت میں البتہ چند معزز آدمی بھی دکھائی دے رہے تھے وہ بھی غالباً انہی لوگوں کے منتظر تھے کیوں کہ ان کے علاوہ کسی دوسری سواری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عمران کو ان چند لوگوں میں پولیس کی وردیاں بھی دکھائی دیں۔ اور عمران دل میں سوچنے لگا تھا کہ یہاں پولیس کا کیا کام ہے ابھی انہوں نے عمارت میں قدم رکھا ہی تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص ان کی جانب بڑھا۔

ہیلو۔ مجھے آپ حضرات کو یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اس نے سب سے پہلے عمران سے ہی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

خوشی کیوں ہوئی جناب کیا اس لئے کہ ہم بھی یہاں سردی میں ٹھٹھرنے کے لئے آگئے ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

مجھے سر سلطان کا پیغام مل گیا تھا آپ کی پارٹی کا لیڈر کون ہے؟

یہی ہیں جناب۔ عمران صاحب۔ صفدر نے عمران کی جانب اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

واہ میں کیوں ہونے لگا لیڈر۔ لیڈر ہوں میرے دشمن۔ میں نے تو ابھی تک شادی بھی نہیں کی اور تم نے مجھے پہلے ہی لیڈر بنا دیا ہے۔

لیڈری اور شادی میں کیا تعلق ہے جناب۔ ڈی سی نے عمران کی جانب مسکرا کر دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ ان کا استقبال کرنے والا اس علاقے کا

ڈی سی ہی تھا۔

تعلق کیوں نہیں جناب۔ لیڈر بننے کے بعد زندگی کا بیشتر حصّہ جیل میں گزارنا پڑتا ہے۔ کنوارے لیڈر کی ضمانت کی درخواست دینے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ البتہ شادی شدہ لیڈر کی بیوی اس کی ضمانت کی درخواست دے دیا کرتی ہے۔

عمران صاحب آپ دلچسپ انسان معلوم ہوتے ہیں ڈی سی نے مسکرا کر کہا

یہی بات ان لوگوں کو میں ساری راہ سمجھاتا آیا ہوں۔

خیر آیئے۔ باتیں بعد میں ہوں گی پہلے ایک کپ گرم کافی پی لیں۔

ضرور۔ پھر آپ کی گرم گرم باتیں سنیں گے۔ عمران نے بچوں کی طرح خوش ہو کر کہا۔ اور یہ سب لوگ اس جانب روانہ ہو گئے جہاں ڈی سی نے ان کے لئے کافی کا انتظام کیا ہوا تھا جوزف البتہ سامان کے پاس ہی موجود رہا کیونکہ عمران کی نصیحت کے مطابق وہ اس وقت سامان کی حفاظت کو کافی پر مقدم سمجھتا تھا۔

۱۸

دوپہر تک عمران اور اس کی پارٹی کے ممبر ڈی سی کے ہاں مقیم رہے۔ ڈی سی نے ان کے آنے سے پہلے ہی اپنے بنگلہ کا ایک حصّہ ان کے لئے خالی کرا دیا تھا چونکہ سر سلطان کی ہدایات اسے رات کے دس بجے ملی تھیں اس لئے وہ رات کے وقت خچروں کا انتظام نہ کر سکا۔ البتہ دوپہر سے پہلے پہلے اس نے پانچ خچر اور ایک پہاڑی رہبر عمران کے سامنے پیش کر دیا اس پہاڑی رہبر کا نام

تاج تھا اور اس کا پیشہ بھی یہی تھا۔ کہ یہاں آنے والے سیاحوں کو پہاڑوں
میں لے جایا کرتا ویسے بھی کسی زمانے میں یہ سمگلر رہ چکا تھا اور اکثر رات
کے اندھیروں میں چوری چھپے سرحد تک اپنا مال پہنچایا کرتا تھا۔ سرحدی علاقہ
کے قبیلہ کے رسم و رواج سے نہ صرف واقف تھا بلکہ وہاں کے اکثر سمگلروں
کے ساتھ ابھی تک اس کے تعلقات چلے آرہے تھے۔ گو اب اس نے
سمگلنگ کا پیشہ ترک کر دیا تھا تاہم سال میں ایک دو بار اپنے دوستوں
سے ملنے کے لئے سرحدی پہاڑوں میں ضرور جاتا تھا۔

عمران کو جب پتہ چلا کہ یہ کسی زمانے میں سمگلر رہ چکا ہے تو وہ دل
ہی دل میں خوش ہو گیا کیوں کہ وہ سرحدی پہاڑوں میں داخل ہونے کا کوئی
معقول بہانہ چاہتا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ وہاں سمگلر کی حیثیت
سے جائے گا۔ اور سرحدی قصبے میں کسی ہوٹل وغیرہ میں قیام کرنے کی بجائے
تاج کے کسی سمگلر دوست ہی کے ہاں ٹھہرے گا۔

دوپہر تک وہ بے حد مصروف رہا اس کے ساتھی آرام کرتے رہے
اور وہ بازار سے مختلف اشیاء خریدتا رہا۔ گو سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔
تاہم عمران انتظامات کو ادھورا رکھنے کا عادی نہیں تھا اپنی جانب
سے وہ ہر مہم کی مکمل تیاری کرنے کا عادی تھا اور مکمل تیاری کے بعد
اگر کوئی فوری ضرورت پیش آجایا کرتی یا حالات یک لخت بدل جایا

کرتے تو اس وقت اس کی عمرانیت ایسی مشکل پر عبور پا لیا کرتی تھی اس
نے دوپہر تک ایک خچر کا بوجھ ایسی اشیاء کا اکٹھا کر لیا جنہیں وہ
بظاہر سمگل کرنا چاہتا تھا۔ تاج کو بھی اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ اعلیٰ
حکام سے مل کر سمگلنگ کا جائزہ لینے آیا ہے۔ اگر راستہ محفوظ ہوا تو وہ
وسیع پیمانے پر سمگلنگ کا کاروبار شروع کرے گا اور تاج کو اس میں
سے باقاعدہ حصہ دیا کرے گا پہلے تو تاج حیران ہوا تھا کہ کیا اب
حکام بھی سمگلنگ کا کاروبار شروع کر رہے ہیں لیکن بعد میں اس نے
یہ سوچ کر یقین کر لیا تھا۔ کہ ممکن ہے کوئی بہت بڑا افسر ایسا ارادہ رکھتا
ہو۔ اور یہ پارٹی اس کے خاص آدمیوں پر مشتمل ہو۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ اس شہر سے روانہ ہو گئے تھے
ان کے پاس پانچ خچر تھے سب سے آگے وہ خچر تھا جس پر سمگلنگ
کا سامان لدا ہوا تھا۔ تاج اس خچر کی رسی پکڑے سب سے آگے آگے
رہا تھا اس کے بعد جوزف کا خچر تھا۔ جس پر عمران کا پرائیویٹ سامان
تھا۔ اس میں کیا کچھ موجود تھا۔ عمران اور جوزف کے علاوہ کسی کو پتہ
نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ وہ سب
جانتے تھے کہ جب تک عمران کی مرضی نہیں ہو گی نہ وہ اور نہ اس کا
وفادار جوزف اس کے متعلق اپنی زبان سے ایک لفظ نکالیں گے۔ لہٰذا

اُنہوں نے یہی سوچ کر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی کی تھی کہ یہ سامان آخر کار اُنہی کے کام آنے والا ہے اس وقت خود بخود پتہ چل جائے گا تیسرے خچر پہ ایسا سامان تھا جو راستہ میں ان کے کام آسکتا تھا مثلاً راستہ میں قیام کرنے کے لئے شامیانے کھانے پکانے کا سامان وغیرہ ان کی رسی عمران نے صفدر کو پکڑا دی تھی اور اسے تاکید کر دی تھی کہ راستہ میں وہ خود کسی گہری کھڈ میں لڑھک کر اپنی جان تو دے سکتا تھا لیکن خچر کو نہیں گرنے دے گا۔ کیونکہ اگر یہ خچر بھاگ گیا یا پہاڑ سے لڑھک کر غائب ہو گیا تو نہ صرف ساری پارٹی کو فاقہ کشی کرنی پڑے گی بلکہ ممکن ہے رات کے وقت یخ بستہ ہواؤں کی شدت میں ٹھٹھر کر مر جائیں لہٰذا اس کی حفاظت انتہائی ضروری تھی۔ چوتھا خچر اس نے جولیا کے لئے مخصوص کر دیا تھا تاکہ پیدل چلنے کی بجائے اس پہ سوار ہو کر راستہ طے کر سکے پانچویں خچر پر اس نے ہتھیاروں کا بکس رکھا ہوا تھا اور اس کی نگرانی چوہان کے سپرد تھی۔ اور اسے بھی صفدر ہی جیسی ہدایت دی گئی تھی۔ کیونکہ ہتھیاروں کے بغیر دشمن کے علاقے میں قدم رکھنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ عمران کے پاس کوئی خچر نہیں تھا وہ تنہا بڑے آرام سے اس مختصر سے قافلہ کا ساتھ دے رہا تھا کبھی وہ سب سے آگے جا کر تاج کے ساتھ گفتگو کرنے لگتا اور کبھی صفدر سے صلاح مشورہ کرتا کبھی چوہان سے اور

جب اکتا جاتا تو جولیا کے خچر کی باگ پکڑ کر اسے اپنے مصنوعی عشق کے قصے سنانے لگتا۔

اس وقت۔

پارٹی کے سارے ممبروں نے اپنے سوٹ وغیرہ اتار کر اسی علاقے کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ یہ لباس عمران نے ڈی سی کی مدد سے اسی شہر سے حاصل کئے تھے۔ میک اپ کا بکس تو وہ چلتے وقت دارالحکومت ہی سے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ صفدر اور چوہان اپنی شکل میں موجود تھے لیکن عمران نے اپنے اور جولیا کے حلیہ میں معمولی سی تبدیلی کر دی تھی۔ کیونکہ پیشتر ازیں یہ دونوں ہی سپرین کی نگاہوں میں آچکے تھے عمران نے اپنے چہرے پر گھنی مونچھیں لگائی تھیں جنہوں نے نہ صرف اس کا اوپر والا ہونٹ بلکہ نصف کے قریب رخسار بھی ڈھانپ لئے تھے۔

اس نئے حلیے میں اسے کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا۔ کہ یہ علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی آکسن ہے یا عمران خاں ہے کیوں کہ انہوں نے اپنا تعارف تاج سے اپنے اپنے نام کے ساتھ خان کا اضافہ کر کے ہی آیا تھا۔ عمران خاں، صفدر خاں۔ چوہان خاں جولیا کا نام البتہ انہوں نے پری جان رکھ دیا تھا کیوں کہ اس علاقے میں عورتوں کے نام ایسے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

اور لباس بھی ان سب نے ویسا ہی پہن رکھا تھا۔
پاؤں میں موٹے چپل، گھیردار شلوار۔ کھلا کرتہ۔ اس پر گرم واسکٹ سر
پر گول بالوں والی ٹوپی سب نے کمبل اوڑھ لئے تھے۔ تاکہ ٹھنڈی ہواؤں
سے جسم کو محفوظ رکھ رکھیں جولیا کا لباس بھی اسی قسم کا تھا۔ البتہ اس
کے کرتے پر شیشہ کے چھوٹے چھوٹے گول ٹکڑے لگے ہوئے تھے جب
ان پر سورج کی شعاعیں پڑتیں تو وہ چمک اٹھتے جولیا کے بالوں کی دونوں
لمبی چوٹیاں اس کے سینے پر لہرا رہی تھیں اور اس کی ناک میں سبز نگینے والا
کیل چمک رہا تھا آنکھوں میں عمران نے نہ صرف کاجل لگوا دیا تھا
بلکہ اسے تاکید کر دی تھی۔ کہ روزانہ صبح سویرے اٹھ کر کاجل کا استعمال کر
لیا کرے۔ اس طرح جولیا اب واقعی پری جان بن گئی تھی۔ اور کوئی بھی اسے
نہیں پہچان سکتا تھا۔ کہ یہ سوئٹزرلینڈ کی دوشیزہ ہے ہر شخص اسے دیکھ
کر یہی محسوس کرتا کہ یہ انہی پہاڑوں کی شہزادی ہے ہر ایک کے کرتہ کے
نیچے حفظ ماتقدم کے لئے ایک ایک ریوالور اور خنجر لٹک رہا تھا تاکہ کسی فوری
ضرورت کے وقت اسے استعمال کر سکیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ شہر ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو
گیا جہاں سے وہ چلے تھے اب وہ انسانوں کی آبادی سے کٹ کر پہاڑوں
کی آبادی میں پہنچ چکے تھے۔

ایک بلند پہاڑ ان کے اور آبادی کے درمیان حائل ہو چکا تھا۔ اور
اب وہ مکمل طور پر انہی پہاڑوں میں زندگی بسر کرنے والے دکھائی دے
رہے تھے۔

آفتاب کی شعاعیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جا رہی تھیں۔
سورج اب مغرب کی جانب ڈھل رہا تھا اور پہاڑوں کے سائے
طویل ہو رہے تھے۔ ہر جانب خاموشیاں اور ویرانیاں جلوہ گر تھیں
صرف تیز ہوائیں پہاڑوں کے ساتھ ٹکرا ٹکرا کر کائنات کی زندگی کا احساس
دلا رہی تھیں۔ اردگرد بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیاں اپنے سروں پر برف
کے تاج اوڑھے کھڑی تھیں۔ ہر جانب پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور ان پہاڑوں
کے درمیان ایک ناہموار اور باریک پگڈنڈی پر ان کا قافلہ بڑھتا چلا جا
رہا تھا۔ ان کے بائیں طرف تقریباً چار ہزار فٹ بلند پہاڑ تھا دائیں جانب
ایک انتہائی گہرا کھڈ تھا۔ اتنا گہرا کہ اگر انسان ایک قدم بھی غلط رکھے تو
اس کی ہڈیاں بھی تلاش کرنے سے دستیاب نہ ہو سکیں اور جس راستے
سے اس وقت وہ لوگ گامزن تھے اس کی چوڑائی بمشکل دو فٹ تھی یہی
وجہ تھی کہ عمران نے آگے بڑھ کر جولیا کے خچر کی باگ پکڑ لی تھی تاکہ خچر کوئی
غلط قدم رکھ کر اپنے ساتھ جولیا کو بھی غائب نہ کر دے اور جولیا بڑی
حیرت سے اور سہمی ہوئی نگاہوں سے کبھی بائیں جانب بلند و بالا پہاڑ

پر نگاہیں ڈال رہی تھی اور کبھی دائیں جانب دیکھ رہی تھی۔ غالباً وہ سوچ رہی تھی کہ اگر انسان اس پگڈنڈی سے لڑھک کر گہری کھڈ میں گر جائے تو اس کی زندگی اور موت کے درمیان کتنے سیکنڈوں کا وقفہ حائل ہو سکتا ہے۔ عمران نے جولیا کی سہمی ہوئی نگاہوں سے یقیناً اس کے سینے میں ابھرنے کے لئے خدشات کو تاڑ لیا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی توجہ دوسری جانب کرنے کے لئے گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا۔

پری جان۔

یس۔

یس نہیں پری جان۔ جی کہو جی۔ اگر تم نے یس کہا تو تاڑنے والے تاڑ جائیں گے۔

جی۔ جولیا نے آہستہ سے شرمیلے لہجے میں کہا۔

پری جان میں اکثر سوچتا ہوں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ تو لے جا رہا ہوں لیکن اگر میرے قبیلے والوں نے تمہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا تو پھر کیا ہوگا۔

کیا ہوگا؟ جولیا نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

میں اپنے سارے قبیلے سے ٹکرا جاؤں گا پری جان۔ تمہاری خاطر میں سارے قبیلے کا خون بہا دوں گا۔ میں اپنا قبیلہ چھوڑ دوں گا اور پھر

تمہیں لے کر دور، بہت دور۔ انہی پہاڑوں کی تنہائیوں میں اپنا علیحدہ گھر بنا لوں گا

اچھا۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

ہاں پری جان۔

تمہاری خاطر تو میں ساری کائنات سے ٹکرانے کی ہمت رکھتا ہوں میں اپنے دشمنوں کے سر کاٹ کر تمہارے قدموں پر نثار کر سکتا ہوں۔ میں دشمنوں کی ناک کاٹ کر اور ان کی کٹی ہوئی ناکوں کا ایک ہار بنا کر تمہارے گلے میں ڈال سکتا ہوں۔

نہ۔ نہ مجھے ایسا ہار نہیں چاہئے۔

ٹھیک ہے پری جان۔

اگر تمہیں ایسا ہار نہیں چاہئے تو میں کبھی بھی ایسا ہار نہیں بناؤں گا۔ میں تو تمہارے اشاروں پر جان تک قربان کر سکتا ہوں پری جان۔ کیا تم میری جان لینا پسند کرو گی۔

نہیں عمران خاں۔

میں ایسا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ جولیا کی جذبات بھری آواز سنائی دی۔ وہ دل ہی دل میں عمران کے ساتھ پیار تو مدتوں سے کرتی تھی اب عمران کی گفتگو سن کر اس کے جذبات بھڑکنے لگے تھے۔

پری جان۔ اگر قبیلہ والوں نے ہمیں نکال دیا تو کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کروگی؟

ہاں۔

کیا تم ان پہاڑوں میں شب و روز میرے ساتھ رہ سکو گی پری جان۔ ہم کسی ویران جگہ کو تلاش کر کے وہاں ایک کٹیا بنالیں گے جس کی دیواریں مضبوط پتھروں کی ہوں گی جس کی چھت پر میں لکڑیوں کی بجائے اپنے دشمنوں کی ہڈیاں توڑ کر ڈال لوں گا اور جس کے دروازے میں ہر وقت میں تمہاری حفاظت کے لئے رائفل تان کر کھڑا رہا کروں گا۔ تم مجھے باجرے کی روٹی پکا کر دیا کرو گی اور جب بھی تمہیں دشمن کا خوف ستائے گا تم میرے مضبوط بازوؤں میں پناہ لیا کرو گی اور پھر میں اپنی رائفل تان کر کہا کروں گا۔ پری جان جب تک عمران خاں زندہ ہے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ عمران خاں کا نشانہ بڑا پکا ہے پری جان۔

میں جانتی ہوں عمران خاں تمہارا نشانہ بڑا پکا ہے اور تمہارے بازوؤں میں بڑی قوت ہے۔

کیا تم میرے ساتھ خوش رہ سکو گی پری جان؟

ہاں! بہت زیادہ خوش۔ جولیا نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر جواب دیا

پری جان۔ اگر تم میرے ساتھ خوش رہ سکتی ہو تو میں اپنے آپ کو دنیا کا

خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہوں تمہارے کرتے میں لگے ہوئے شیشوں کے ٹکڑے جب آفتاب کی کرنوں میں جگمگاتے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہکشاں تمہاری بلائیں لے رہی ہے اور تمہاری ناک میں ڈالی ہوئی کیل کا نگینہ..... اس کی چمک دیکھ کر تو میرا دل سینے میں یوں دھڑکنے لگتا ہے جیسے جیسے عمران کو غالباً کوئی مثال نہ ملی اور وہ اپنے سامنے پہاڑ کی چوٹی کی جانب دیکھنے لگا۔

کہکشاں کیا ہوتی ہے عمران؟ جولیا نے پوچھا۔ ابھی اسے اتنی اردو نہیں آتی تھی کہ وہ کہکشاں کا مطلب سمجھ سکتی۔

دھت تیرے کی۔ عمران نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

کیا تمہیں کہکشاں کا مطلب نہیں آتا پری جان؟

نہیں۔

اور پری جان کے معنی سمجھتی ہو؟

نہیں۔

نگینہ کسے کہتے ہیں؟

پتہ نہیں۔

تو پھر تم میرے ساتھ پیار کیسے کرو گی مائی ڈیئر پری جان۔

عمران نے یہ کہہ کر اس کے خچر کی باگ چھوڑ دی کیونکہ اب راستہ کھلا

آگیا تھا۔ اور اب عمران کو اس بے معنی گفتگو کی ضرورت بھی نہیں رہی تھی۔ جولیا پہلے تو چند لمحے حیرت سے اور پھر حسرت سے عمران کی جانب دیکھنے لگی جو رد بھٹنے کے انداز میں پہاڑ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

عمران خاں۔ تاج نے ایک جگہ رکتے ہوئے عمران کو آواز دی۔ تاج سب سے آگے آگے جا رہا تھا اور عمران اس وقت سب سے پیچھے چوہان کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ گفتگو بھی کر رہا تھا اور قدم بھی بڑھا رہا تھا۔ تاج کی آواز سنتے ہی عمران بلند آواز میں کہنے لگا۔

یس میری جان۔

چونکہ تاج خاں کا خچر کھڑا تھا اس لئے اس کے قریب صفدر اور جولیا دونوں

ہی نے اپنے خچر روک لئے اس اثناء میں چوہان اور عمران بھی وہیں پہنچ گئے۔

عمران خاں رات آرہی ہے اگر تم کہو تو یہاں ہی قیام کر لیں۔

واقعی پہاڑوں کے سائے طویل ترین ہو چکے تھے ارد گرد کی ہر چیز اور سارا ماحول ان سرمئی اندھیروں کی گود میں سر چھپائے ہوئے تھا۔ صرف بلند پہاڑوں کی برف پوش چوٹیوں پر ڈوبتے ہوئے سورج کی سنہری کرنیں پڑ رہی تھیں۔

ہاں یار۔ رات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا آگے راستہ کیسا ہے؟ جیسا راستہ ہم طے کر کے آرہے ہیں آگے اس سے تنگ ہی ہے۔

پھر تو رات کے اندھیروں میں قدم اٹھانا خطرناک ہی ہو سکتا ہے۔

میں اکیلا تو ان راہوں سے کئی بار گزرا ہوں عمران خاں لیکن اس وقت ہمارے ساتھ پانچ لدے ہوئے خچر ہیں اور پھر تمہاری بیوی بھی۔

جولیا کے متعلق عمران نے جہاز سے اترتے ہی یہ مشہور کر دیا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے اس لئے تاج خاں نے اس خیال کے تحت اسے عمران کی بیوی کہا تھا۔ بیوی کا لفظ سنتے ہی چوہان اور صفدر تو مسکرانے لگے لیکن جولیا کے چہرے پر شرم و حیا کی ایک ہلکی سی لکیر آ کر گزر گئی۔

جوزف ان سب سے علیحدہ اپنے خچر کے قریب کھڑا تھا دراصل اُسے

سفر کے دوران پینے کا موقع نہیں ملا تھا اور وہ اس سفر سے لطف اٹھانے کی بجائے بوریت محسوس کر رہا تھا۔

ہاں۔ بیوی اور خچروں کی موجودگی میں سفر جاری رکھنا مناسب نہیں۔ لیکن یہاں ہم رات کیسے بسر کریں گے میرا مطلب ہے خیمے لگانے کے لئے تو کوئی جگہ ہونی چاہیئے۔

خیمے لگانے کے لئے جگہ اس پہاڑ کی اوٹ میں ہمیں مل جائے گی۔

تو پھر وہیں چلو یار۔ یہاں کیوں کھڑے ہو۔

عمران کا اشارہ پا کر قافلہ ایک بار پھر روانہ ہو گیا تقریباً پچاس گز آگے جانے کے بعد تاج خاں اصل راستہ چھوڑ دیا تھا۔ اور دو پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ پر بڑھنے لگا تھا تقریباً دو سو گز آگے جانے کے بعد انہیں ایک کھلی جگہ دکھائی دی جو چاروں جانب بلند پہاڑوں میں گھری ہوئی تھی۔ جیسے قدرت نے چاروں جانب پہاڑوں کی دیواریں بلند کر کے یہ جگہ صرف مسافروں کے آرام کے لئے ہی مخصوص کر رکھی ہو۔

واہ وا۔ یہ تو بڑی عمدہ جگہ ہے۔

جی ہاں۔ اس جگہ کے متعلق صرف چند لوگوں کو ہی پتہ ہے ورنہ اکثر مسافر رات کو سفر جاری رکھ کر اپنی جانیں ضائع کرتے ہیں۔

عمران کا اشارہ پاکر انہوں نے وہ سارا سامان ایک خچر سے
اتار لیا. جس میں خیمے وغیرہ تھے سارے مردوں نے مل کر چند ہی منٹ
میں اندر اندر پانچ خیمے نصب کر دیئے - ایک خیمہ میں جولیا کو جگہ دی گئی
جولیا کے خیمہ کے بائیں جانب عمران نے اپنے لئے خیمہ لگایا دائیں
جانب صفدر اور چوہان کا خیمہ نصب کر دیا گیا اور پشت پر خچروں کا
خیمہ تھا - اور سامنے جوزف اور تاج خاں کو ایک خیمہ میں جگہ دی گئی
تھی. اس طرح جولیا کا خیمہ درمیان میں تھا اور اس کے چاروں جانب
خیمے تھے ہر خیمے میں خچروں کے علاوہ پیٹرو مکس جلا دیئے گئے چوہان نے
صفدر اور جوزف نے مل کر رات کا کھانا تیار کیا - سفری چارپائیاں موجود
تھیں ہر ایک نے اپنے اپنے بستر جمائے اور کھانا کھا کر بستروں پر دراز
ہو گئے تاکہ دن بھر کی تھکاوٹ دور کر سکیں - خچروں کا سارا سامان اتار
عمران نے کچھ اپنے خیمے میں اور کچھ جولیا کے خیمے میں رکھوا دیا تھا بستروں
میں دراز ہونے کے بعد جوزف نے ہر ایک کو گرم گرم کافی پلائی اور پھر
خود اپنے بستر میں بیٹھ کر اپنی دن بھر کی مقدار یعنی پانچ بوتلیں اپنے سامنے
رکھ کر بیٹھ گیا - تاج خاں پہلے تو حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر پوچھنے لگا

ان بوتلوں میں کیا ہے یار ؟

وہاٹ - جوزف نے دھاڑتے ہوئے کہا.

یہ کیا ہے ؟ تاج خاں نے بوتلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا.

وہسکی ہے وہسکی.

جوزف نے ایک بوتل کا ڈھکنا کھول کر تقریباً بوتل اپنے حلق میں
انڈیلنے کے بعد جواب دیا. اور اس کے ساتھ ہی پلکیں جھپکا کر تاج
خاں کی جانب دیکھنے لگا نصف بوتل معدے میں اتارنے کے بعد جیسے
اسے ہوش آ رہا تھا.

وہسکی یعنی شراب. کیا یہ ساری بوتلیں تم پی لوگے

لیس ام پئے گا تم پینا مانگٹا.

تاج خاں بھی کسی زمانے میں سمگلروں میں رہ چکا تھا اور اکثر شراب
پیتا تھا. فوراً ہی کہنے لگا.

ہاں یار - لاؤ میں بھی دو چار گھونٹ لگا لوں.

وہاٹ. دہانٹ گھونٹ.

ابے لاؤ یار تھوڑی سی مجھے بھی دے دو.

ڈینا مانگٹا. بٹ تھوڑا سا لٹل - جوزف نے اسے سمجھاتے ہوئے
کہا.

ہاں ہاں تھوڑا سا. تاج خاں نے پلاسٹک کا کپ اس کی جانب
بڑھا دیا اور جوزف نے بوتل سے تقریباً دو پیگ کے برابر شراب کپ میں انڈیل

دی۔

زیادہ پینا نا ہیں مانگتا بس۔

تاج خاں نے پلاسٹک کا کپ پانی سے بھرلیا اور پھر بستر پر بیٹھ کر مزے مزے سے پینے لگا۔ ابھی اس نے کپ ختم نہیں کیا تھا۔ کہ جوزف نے ایک بوتل خالی کر کے دوسری اپنے سامنے رکھ لی۔

مرجاؤ گے یار۔ بغیر پانی کے پی رہے ہو۔

کیا بولنا مانگتا۔

ہم بولنا مانگتا تم مرجائے گا۔

اوہ نو نا ہیں مرنا مانگتا جوزف نے قہقہہ لگا کر کہا کہ اتنے میں عمران کی آواز سنائی دی۔

جوزف۔

یس باس۔ جوزف جلدی سے بولا اور کھلی ہوئی بوتل اپنے ہاتھ ہی میں پکڑے عمران کے خیمے میں داخل ہوا۔

جوزف ڈیر کیا تم نے پینی شروع کر دی۔

یس باس میرا باس گریٹ ہے۔

کیا تاج خاں جاگ رہا ہے؟

یس باس۔

اسے میرے خیمے میں بھیج دو۔

یس باس۔ جوزف سیلوٹ مار کر گھوما اور اپنے خیمے میں جا کر اس نے تاج خاں کو عمران کے خیمے میں بھیج دیا۔ عمران کافی دیر تک باقی ماندہ راستہ سے متعلق اس سے گفتگو کرتا رہا۔ وہاں کے لوگوں سے متعلق معلومات فراہم کرتا رہا اس کے دوستوں کے متعلق دریافت کرتا رہا۔ اور پھر تقریباً آدھی رات کے وقت اسے اس کے خیمے میں بھیج دیا۔ اس اثناء میں جوزف پانچوں بوتلیں خالی کر چکا تھا۔ عمران کا مقصد بھی یہی تھا کہ تاج خاں زیادہ شراب پی کر رات کو خرمستیاں نہ کرے۔ اسے دراصل جولیا کی فکر دامن گیر تھی۔ اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ جب تک جوزف اپنی بوتلیں ختم نہیں کر لیتا اس وقت تک تاج کو گفتگو میں مصروف رکھے۔

باقی سارے ساتھی اپنے اپنے خیموں میں سو گئے تھے جوزف بھی اب اپنے کمبل میں دراز ہو چکا تھا تاج خاں نے جب ساری بوتلیں خالی دیکھیں تو وہ بھی مایوس ہو کر اپنے بستر میں لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا جوزف کے خیمے کے علاوہ باقی سارے خیموں کے پیٹرومیکس بجھ چکے تھے جوزف نے صرف اس لئے جلتا رہنے دیا تھا کہ اسے عمران کی ہدائیت ایسی ہی تھی۔

عمران کے خیمے میں بھی اندھیرا تھا لیکن وہ خود سویا نہیں تھا۔ بلکہ جاگ رہا تھا پہلے اس نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے طاہر کے ساتھ گفتگو کی تھی

اور پھر اس معرکے کا تصور کرنے لگا جو عنقریب دیوتا کے ساتھ پیش آنے والا تھا۔

رات کے تقریباً دو بج رہے تھے۔

ہر جانب گہری خاموشی طاری تھی۔ تیز ہواؤں کے ہونٹوں کے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ کبھی کبھار گیدڑوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگتیں۔ پہلے کہیں سے ایک گیدڑ بولتا اور پھر سب مل کر بولنے لگتے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے سارے گیدڑ مل کر ان کے خیموں کا گھیراؤ کر رہے ہوں۔ خچروں کے خیمہ میں بھی مکمل سناٹا تھا۔ غالباً خچر بھی دن بھر کا سفر کرکے اور دانا کھانے کے بعد آرام کر رہے تھے۔ ایسے میں نہ جانے کب عمران کی بھی آنکھ لگ گئی۔

اس کی آنکھ تو اس وقت لگی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ عمران فوراً ہی ہڑبڑا کر اٹھا۔

بے اختیار اس کا ہاتھ تکیہ کے نیچے رینگ گیا اور ٹارچ پر پڑا دوسرا کمر میں بندھے ہوئے ریوالور پر۔ لیکن اسے ٹارچ جلانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ اس سے پہلے ہی جولیا کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

عمران۔ جولیا کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

کیا بات ہے جولیا؟ عمران نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

عمران جلدی کرو۔ میرے خیمے میں کوئی موجود ہے۔

کون؟ اچانک ہی عمران کا دھیان تاج خاں کی طرف گیا کہ کہیں اس کی شرارت نہ ہو۔ پہاڑی جاہل قسم کا آدمی ہے ممکن ہے جولیا کا حسن دیکھ کر اس کی نیت میں فتور آ گیا ہو۔

پتہ نہیں کون تھا وہ۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پیچھے کی جانب سے کوئی میرا کمبل کھینچ رہا ہے میں بڑی ہی آہستگی سے آہستہ آہستہ پاؤں کھسکاتی ہوئی سرہانے کی جانب بڑھی اور پھر سرہانے ہی کی جانب سے رینگتی ہوئی خیمے سے باہر نکلی ہوں جولیا کی آواز میں خوف اور سردی کی کپکپاہٹ نمایاں تھی۔

تم میرے کمبل میں بیٹھو جولیا۔ میں دیکھتا ہوں۔

تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے عمران۔

نہیں۔ تم فکر نہ کرو اور یہ کمبل اوڑھ لو ورنہ تمہیں سردی لگ جائے گی۔ عمران نے اسے کمبل اوڑھا کر کہا۔ اور خود ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے میں ٹارچ لے کر دبے قدموں باہر نکل گیا سب سے پہلے اس نے جوزف کے خیمے میں جھانکا لیکن جوزف اور تاج خاں دونوں ہی گہری نیند سو رہے تھے اس کے بعد وہ صفدر وغیرہ کے خیمے کی جانب بڑھا اچانک ہی اسے خیال آیا تھا کہ ممکن ہے ان دونوں میں سے کسی

کی نیت میں جولیا کو نئے روپ میں دیکھ کر فتور آ گیا ہو. گو اسے اپنے ساتھیوں کے کریکٹر پر پورا پورا بھروسہ تھا تاہم انسان کے ایمان کو ڈگمگانے دیر ہی کتنی لگتی ہے اس نے گولی چلانے سے پہلے اپنی تسلی کر لینا ضروری سمجھا تھا ان دونوں کے خیمے کا پردہ اٹھا کر اس نے ٹارچ روشن کی تو دونوں ہی اپنے اپنے بستروں پر سوئے ہوئے تھے ۔

کون ہو سکتا ہے؟ اب وہ سوچنے لگا تھا ۔

اور پھر اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جو کوئی بھی ہو اگر اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ اسے بھاگنے نہیں دے گا ۔ ممکن ہے شام کے وقت کوئی شخص چھپ کر انہیں دیکھتا رہا ہو. اور اب چوری یا کسی اور نیت سے یہاں آ گیا ہو. عمران آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا جولیا کے خیمہ کے قریب پہنچ گیا - چند لمحے باہر رک کر اس نے آہٹ لی لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی ۔ پھر اس نے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک کوئی چیز اس کے قدموں کے قریب سے ہوتی ہوئی باہر کی جانب بھاگی عمران نے فوراً ہی ٹارچ روشن کر دی اور یہ دیکھ کر وہ مسکرانے لگا کہ ایک گیدڑ جولیا کے خیمے سے نکل کر بھاگتا چلا گیا - پہلے اس کا ارادہ ہوا کہ ایک گولی چلا کر اسے ختم کر دے لیکن بعد ازاں اس نے اپنا یہ ارادہ اس لئے پورا نہ کیا کہ اس کے ساتھی دن بھر کا سفر کر کے

تھکے ماندے آرام کر رہے ہیں ان کی نیند میں خلل آئے گا. وہ واپس اپنے کمرے میں آ گیا ۔

کیوں - کون تھا؟ جولیا نے پوچھا ۔

کوئی ڈاکو معلوم ہوتا ہے ۔

کیا تم نے اسے پکڑ لیا؟ جولیا نے اشتیاق سے پوچھا ۔

نہیں - وہ بھاگ گیا. اور تم نے اسے بھاگنے دیا ۔

ہاں اسے پکڑ کر کیا کرتا. گیدڑ تھا وہ ۔

گیدڑ. جولیا نے حیرت سے پوچھا ۔

ہاں غالباً اس نے شام کے وقت تمہیں دور سے دیکھا ہو گا. اب قریب سے دیکھنے آیا تھا کہ تم ڈر کر یہاں چلی آئیں ۔

مجھے بھی شک تھا عمران. دراصل مجھے گیدڑوں سے بہت خوف آتا ہے پہلے میں ان کی آوازوں سے ڈرتی رہی اور جب سوئی تو اس نے کمبل کھینچنا شروع کر دیا

تمہارا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا وہ ۔

میرے چہرے پر کیا لگا ہے عمران جولیا کی آواز میں جذبات ابھرنے لگے تھے. جنہیں عمران نے فوراً ہی محسوس کر لیا ۔

اب تم اپنے خیمے میں جاؤ جولیا ۔

نہیں عمران پلیز - مجھے ان جانوروں سے خوف آتا ہے ۔

تو پھر تم یہاں سو جاؤ۔ میں تمہارے خیمے میں چلا جاتا ہوں۔

تم میرا بستر یہاں لے آؤ عمران۔ میں فرش پر سو جاؤں گی۔

اور اگر گیدڑ کی بجائے کوئی بچھو مزاج پرسی کو آگیا تو؟

اف۔ آج میری قسمت میں نیند نہیں ہے عمران۔ جولیا نے خوفزدہ لہجے میں اور عمران کو اس پر ترس آگیا۔

ٹھیک ہے جولیا۔ تم میرے بستر پر سو جاؤ میں تمہارا بستر یہاں فرش پر بچھا لوں گا۔

اور بچھو۔

مجھے بچھوؤں سے پیار ہے جولیا وہ مجھے کچھ نہیں کہیں گے۔

نہیں عمران۔ تم میرے کمبل اٹھا لاؤ ہم دونوں ہی نہیں سوئیں گے ساری رات باتیں کریں گے۔

عمران دوسرے خیمے میں گیا اور بستر کے ساتھ چارپائی بھی اٹھا لایا۔

دوسرے دن

صبح ناشتے کے بعد قافلہ ایک بار پھر منزل مقصود کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔ ہر جانب دھند کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ دس فٹ سے دور کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ آفتاب دیر ہوئے طلوع ہو چکا تھا لیکن دھند کے بادلوں میں کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سردی پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اگر عمران نے سردی سے بچنے کے لئے

پورے انتظامات نہ کئے ہوتے تو ممکن ہے ان میں سے ایک آدھ سردی ہی
میں ٹھٹھر کر مر جاتا۔ اس کے باوجود صبح کی ٹھنڈی ہوا جب ان کے جسم سے
ٹکراتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے ان کے ننگے جسم پر کسی نے برف کی سل
رکھ دی ہو۔

حسب معمول تاج خان سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے جوزف پھر
صفدر، جولیا، عمران اور چوہان۔ عمران کی ہدایت پر ہر ایک کے لوڈڈ ریوالور
کمبلوں کے نیچے لٹک رہے تھے۔ گو اس علاقے میں کسی قسم کا خطرہ نہیں
تھا تاہم احتیاطاً عمران نے انہیں ایسا حکم دے دیا تھا کہ کہیں پہاڑی لیٹروں
سے سامنا نہ ہو جائے۔

اس نے چلتے چلتے تاج خاں سے پوچھا تھا۔

کیوں یار تاج خاں۔ ہم آج رات سرحدی شہر میں پہنچ جائیں گے۔

اگر میں اکیلا ہوتا تو ضرور پہنچ جاتا عمران خاں لیکن ہمارے ساتھ سامان
ہے اور تمہاری بیوی بھی ہے اس لئے میں نے محفوظ لیکن قدرے طویل
راستہ اختیار کیا ہے ہم آج رات یہاں سے بیس میل دور دریا کے کنارے
ایک ہیڈ کوارٹر میں آرام کریں گے۔

ہیڈ کوارٹر کیسا ہیڈ کوارٹر۔

وہ سمگلروں کا اڈہ ہے عمران خاں۔ اکثر سمگلر سرحد کو عبور کرنے کے

لئے اسی راستے سے جاتے ہیں اور اگر کسی قسم کا خطرہ محسوس کریں تو دو
چار دن اسی ہیڈ کوارٹر میں پناہ لیتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی اور پارٹی بھی مل سکتی ہے؟

امید ہے کہ آج کل وہاں کوئی اور پارٹی موجود ہو۔ اگر ہوئی بھی تو ہمیں
کیا۔ وہاں تین پختہ کمرے ہیں ان میں سے ایک ہم اپنے لئے خالی کرا لیں گے

وہاں سے شہر کتنی دور ہے؟ عمران نے پوچھا۔

صرف دس میل لیکن پہاڑوں کے دس میل تم جانتے ہی ہو۔ عمران خاں
کم از کم تین چار گھنٹے کا راستہ ہے۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے ہمیں آج شام تک ہیڈ کوارٹر پہنچ جانا چاہیئے۔

پہنچ جائیں گے عمران خاں۔ تھوڑی دیر کے بعد دھند صاف ہو جائے
گی تو میں رفتار قدرے تیز کر دوں گا لیکن میری ایک بات مان لو۔

کیا؟

اپنی بیوی سے کہو کہ ایک دو میل پیدل سفر کرے وہ دیکھو خچر پر
سردی سے گٹھڑی بنی بیٹھی ہے۔ پیدل چلے گی تو اس کا خون گرم ہو جائے
گا۔ اور اسے سردی محسوس نہیں ہو گی عمران خاں۔ ہم پہاڑی لوگوں کے
پاس سردی سے بچنے کا یہی ایک قدرتی طریقہ ہے ورنہ ہمارے پاس
گرم کپڑے کہاں۔

تم ٹھیک کہتے ہو یار میں اسے خچر سے اتارتا ہوں ۔
عمران نے سوچا کہ تاج خاں واقعی ٹھیک کہہ رہا ہے وہ اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ پیدل چل رہا تھا ۔ اور برفانی ہواؤں کے باوجود اسے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی ۔ لیکن خچر پر بیٹھے ہوئے جولیا کی بہت بری حالت تھی اس نے نہ صرف گرم ترین لباس بلکہ دو تین کمبل بھی اوڑھ رکھے تھے ۔ اس کے باوجود وہ بار بار کمبلوں کو اپنے اردگرد لپیٹنے میں مصروف تھی ۔ کبھی پاؤں ڈھانپتی کبھی بازو اور کبھی چہرہ ۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کہیں سے بھی کمبل ذرا ڈھیلا ہوتا تھا ۔ تو اندر ہوا گھس کر جولیا کو تنگ کرتی تھی عمران نے اپنی رفتار سست کر دی اور جب جوزف اور پھر صفدر اس کے پاس سے گزر گئے اور جولیا کا خچر اس کے قریب آیا تو وہ خچر کے ساتھ ساتھ چلنے لگا ۔

پری جان ۔ عمران نے جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

یس ۔

پھر وہی یس ۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا ۔

اوہ ۔ آئی ایم سوری ۔

بیڑا غرق کر دیا تم نے پری جان ۔

جی ۔

اس مرتبہ جولیا نے عمران کا ایک دن پہلے بتایا ہوا لفظ دہرا دیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی دونوں کہنیاں خچر کی پشت پر رکھ کر اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں رکھ دیا ۔

واہ واہ ۔ سبحان اللہ ۔ طبیعت خوش کر دی تم نے پری جان اتنی فرمانبردار اور نیک بجت تو میری اصلی بیوی بھی نہیں ہے ۔

کیا اصلی بیوی کی کوئی لکیر بھی ہے تمہارے ہاتھ ۔

ایک نہیں سات لکیریں ہیں مجھے ایک بار حکیم جی نے بتایا تھا کہ میری سات شادیاں ہوں گی ۔ ہر بیوی سے گیارہ گیارہ بچے پیدا ہوں گے ۔

حکیم جی نے بتایا تھا یا کسی نجومی نے ؟

پتہ نہیں وہ کیا تھا ایک فٹ پاتھ پر بیٹھا ہمیشہ جوان رہنے والی جڑی بوٹیاں بیچ رہا تھا ۔ اور ایک تختی اس نے اپنے گلے میں لٹکا رکھی تھی جس پر لکھا تھا کہ وہ آئندہ پیش آنے والی ساری باتیں بتا سکتا ہے ۔ شادی بیاہ ۔ پیار محبت ۔ نوکری ۔ بیروزگاری ۔ کاروبار ۔ محبت میں ناکامی محبوب کی جدائی ۔ اور بے وفائی ۔ اولاد کی تعداد ۔ بے وفا شوہر سے نجات حاصل ہوگی یا نہیں ۔ زبان دراز بیوی سے گلو خلاصی ممکن ہے یا نہیں ۔ غرضیکہ وہ سب کچھ بتا سکتا تھا اور وہاں ہمیشہ جوان رہنے والی جڑی بوٹیوں اور قسمت کا حال بتانے کے علاوہ وہ تعویز بھی لکھ کر دیتا

تھا۔ اس لئے میں کہہ نہیں سکتا کہ وہ حکیم تھا یا نجومی یا عامل ۔ بلکہ میں تو اسے
اس زمانے کا لقمان ہی کہوں گا۔ تم نے اس سے کیا پوچھا تھا ؟ جولیا نے
مسکرا کر پوچھا ۔

میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے پوچھا تھا کہ بتاؤ میری قسمت میں
شادی ہے یا نہیں ۔

اس نے یہی کہا ہو گا کہ افسوس کہ تمہارے ہاتھ میں ایسی کوئی لکیر نہیں

نہیں پری جان ۔ وہ میرا ہاتھ دیکھ کر پہلے تو بہت حیران ہوا اور
اپنے اردگرد کھڑے ہوئے مجمع سے کہنے لگا کہ دیکھو میری سچائی کی یہ م
بولتی تصویر ۔ یہ نوجوان اپنی قسم کا واحد انسان ہے اس کی سات شادیاں
ہوں گی اور ہر بیوی سے گیارہ گیارہ بچے ہوں گے پھر اس نے مجھ
مخاطب کر کے پوچھا تھا کیوں نوجوان کیا میں جھوٹ تو نہیں بول رہا

تم نے کیا جواب دیا تھا ۔

میں نے اسی کے لہجے اور بلند آواز میں کہا تھا کہ نہیں تم ہرگز جھوٹ
نہیں بول رہے لیکن پھر معاملہ گڑبڑ ہو گیا ۔

وہ کیسے ؟ جولیا نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا ۔

میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھے گیارہ کی بجائے بارہ بچے نی
چاہئیں لیکن وہ کہتا تھا کہ نہیں گیارہ ہی ہوں گے بس یہاں میرا ا

کا جھگڑا ہو گیا وہ گیارہ کہتا تھا اور میں بارہ ۔

نتیجہ کیا نکلا ؟

کچھ بھی نہیں ۔ ابھی تک سات تو کہاں ایک بھی اصلی بیوی نہیں ملی سب
نقلی ہی ملتی ہیں پری جان ۔

کیا تم شادی کرنا چاہتے ہو ؟ عمران ۔ سچ بتانا جولیا نے اس کے چہرے
پر نگاہیں جما کر پوچھا ۔

میں تو بالکل تیار ہوں لیکن بیوی ہی ہاں نہیں کرتی ۔ عمران نے شرما
کر کہا ۔ اس مرتبہ جولیا نے اپنا چہرہ مزید نیچے جھکایا اور اپنی نگاہیں عمران
کے چہرے پر گاڑ دیں ۔ چہرہ جھکانے سے اس کے بالوں کی لٹ اس کے
چہرے پر جھولنے لگی ۔ اور وہ ایسی نگاہوں سے کتنی ہی دیر تک عمران کی جانب
دیکھتی رہی جن میں پیار بھی تھا ۔ اور جذبات بھی لیکن عمران نے ایک بار بھی
نگاہ اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا ۔

عمران ۔ جولیا کی جذبات میں ڈوبی ہوئی سرگوشی عمران کے کانوں سے ٹکرائی
اس لقمان ہی نے کہا تھا عمران نے نگاہیں بلند کئے بغیر جواب دیا ۔

کیا کہا تھا ۔

اس نے کہا تھا کہ اگر تم نے کسی نقلی بیوی سے نگاہیں ملائیں تو ساری
عمر کنوارے رہو گے ۔

اسی لئے تم میری جانب نہیں دیکھ رہے۔

ہاں۔ بزرگوں کا کہنا نہ ماننا بہت بڑی بات ہے اور میں تو بچپن ہی سے فرمانبردار رہا ہوں۔ عمران نے جواب دیا اور پھر جولیا کی جانب دیکھ کر کہنے لگا لیکن پری جان میں تمہاری بات بھی نہیں ٹال سکتا۔ لیکن ایک شرط ہے تم کم از کم دو میل پیدل چلو اس کے بعد میں تمہاری جانب دیکھوں گا۔

سچ۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

بالکل سچ پری جان۔ کیا پہلے بھی میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے ؟

تم نے سچ ہی کب بولا ہے لیکن میں تمہاری یہ شرط بھی پوری کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی جولیا سیدھی ہو گئی اسنے اپنے اوپر اوڑھے ہوئے کمبل اتارے اور پھر چھلانگ لگا کر نیچے اتر آئی عمران پیچھے ہٹ گیا تھا جولیا خچر کی لگام پکڑ کر آہستہ آہستہ چلنے لگی اور عمران مسکرا مسکرا کر جولیا کے خچر کے پیچھے قدم اٹھانے لگا اسے علم تھا کہ اگر جولیا کو ویسے اتر کر چلنے کے لئے کہا جاتا تو کبھی بھی نہ اترتی اس لئے اس نے جولیا کے جذبات کو بھڑکایا تھا اب جولیا نہ صرف پیدل چل رہا تھا بلکہ پہلے کی نسبت سردی بھی کم محسوس کر رہی تھی اس کا خون آہستہ آہستہ گرم ہو رہا تھا۔

صبح سے شام تک یہ قافلہ یونہی چلتا رہا۔

صرف دوپہر کے وقت ایک گھنٹے کے لئے دریا کے کنارے انہوں نے

آرام کیا تھا آرام کے دوران انہوں نے خود بھی کھانا کھایا اور خچروں کو بھی دانہ ڈالا تھا۔ پانی پلایا تھا۔ جولیا کو عمران نے دوپہر تک پیدل ہی چلایا تھا۔ ایک تو راستہ ہی ناہموار تھا پتھریلا تھا۔ دوسرے صبح سے دوپہر تک متواتر چڑھائی تھی۔ اس لئے جولیا ایک دو میل پیدل چلنے کے بعد تھک گئی تھی۔ اس نے بار بار گھوم کر عمران کی جانب دیکھا تھا۔ لیکن جب بھی وہ عمران کی جانب دیکھتی عمران کسی دوسری جانب دیکھنے لگتا تھا اور جب وہ زیادہ ہی تھک گئی تھی تو اس نے ایک بار اپنی رفتار انتہائی سست کر دی اور جب عمران اس کے قریب پہنچا تو اس نے تھکے ہوئے لیکن پیار بھرے لہجے میں کہا تھا۔

عمران۔

جی۔ اس مرتبہ عمران نے فرمانبرداری کا ثبوت دیا تھا۔

کیا ابھی دو میل پورے نہیں ہوئے ؟

پتہ نہیں پری جان اس پتھریلے راستے میں مائل سٹون تو لگے ہوئے نہیں کہ میں تمہیں بتا دیتا ویسے میرا خیال ہے کہ ابھی دو میل پورے نہیں ہوئے۔

اف میں تھک گئی ہوں عمران۔

تمہاری مرضی ہے پری جان۔ صرف ایک ہی تو شرط پیش کی ہے میں نے اس کے بعد جولیا نے اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو گھسیٹتی رہی

قافلہ کا ساتھ دیتی رہی تھی ۔ اس کی چال سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ٹانگیں اس کا ساتھ نہیں دے رہیں وہ قدم رکھتی کہیں تھی اور پڑتا کہیں تھا اس نے اپنا اوور کوٹ بھی اتار دیا تھا ۔ اس کے باوجود اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے ۔ اور اس کی سانس پھولی ہوئی تھی ۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنی ساری قوتوں کو مجتمع کر کے عمران کی شرط پوری کر رہی ہو ۔ چوہان نے اس کی مشکل دیکھ کر ایک بار عمران سے کہا بھی تھا ۔

اسے اب خچر پر سوار کرا دیں اس بے چاری کو آپ نے کون سی سزا دے دی ہے ۔

نہیں اس کے لئے یہی مفید ہے اگر یہ پیدل نہ چلتی تو اسے یقیناً نمونیہ ہو جاتا ۔

یہ دو میل کیا کہہ رہی تھی ۔

میں نے اسے دو میل تک پیدل چلنے کے لئے آرڈر دیا تھا ۔ لیکن وہ دو میل اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک میں نہیں چاہوں گا ۔

اور جب تک وہ لوگ ایک گھنٹہ آرام کرنے کے لئے ٹھہرے تھے تو جولیا ان سب سے الگ ایک پتھر پر اپنا سر رکھ کر لیٹ گئی تھی ۔ اس میں اتنی ہمت بھی نہیں رہی تھی ۔ کہ ان کے ساتھ بیٹھ سکتی یا ممکن ہے وہ

عمران کو صرف یہ جتانے کے لئے ضرورت سے زیادہ تھکاوٹ کا اظہار کر رہی تھی ۔ کہ عمران اس کے پیار کا قائل ہو سکے ۔ بہر حال جب تک وہ لوگ کھانا تیار کرتے رہے جولیا پتھروں پر لیٹی رہی ۔ وہ اس وقت اٹھی تھی جب جوزف نے اسے بتایا تھا ۔ مسی کھانا تیار ہے کھا لیں ورنہ چلا نہیں جائے گا اور جولیا نے محض اس لئے کھانا کھایا تھا کہ مزید چل پھر سکے اور عمران کے دل پر اپنی وفاؤں کا نقش بٹھا سکے لیکن اس مرتبہ عمران نے اسے خود خچر پر بٹھا دیا ۔ اور اسے یقین دلا دیا تھا کہ وہ اس کی شرط پوری کر چکی ہے ۔

پھر آہستہ آہستہ سورج مغرب کی جانب ڈھلنے لگا تھا ۔ سائے طویل ہونا شروع ہو گئے تھے اب راستہ قدرے ہموار اور فراخ تھا ۔ اور یہ لوگ پہاڑوں کے درمیان بہنے والے دریا کے کنارے کنارے منزل کی جانب بڑھ رہے تھے ۔

اب کتنی دور ہے تمہارا ہیڈ کوارٹر تارج خان ۔ عمران نے اس کے قریب جا کر پوچھا تھا ۔

زیادہ دور نہیں ہے عمران خان ۔ وہ سامنے پہاڑ دیکھ رہے ہو ۔ وہ جس کی چوٹی اونٹ کے کوہان جیسی ہے اور جس پر برف جمی ہوئی ہے ۔

ہاں ہاں ۔ دکھائی دے رہا ہے ۔

بس اس کے درمیان میں ہے ہیڈ کوارٹر ۔

یہ تو نزدیک ہی ہے۔ عمران نے کہا۔

ہاں دیکھنے کو تو نزدیک ہی ہے لیکن ہمیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو جائے گا۔

اور واقعی انہیں وہاں پہنچتے پہنچتے سورج غروب ہو گیا تھا۔ ہر سو اندھیرے پھیل گئے تھے خاموشیاں اور ویرانیاں جلوہ گر ہو گئی تھیں۔

ہیڈ کوارٹر میں واقعی تین کمرے تھے۔

جب یہ مختصر سا قافلہ وہاں پہنچا تو اندھیرا پھیل چکا تھا اور آسمان پر بادل چھا گئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رات کے وقت بارش ہو گی یا برف گرے گی اس لئے آخری چند فرلانگ کا فاصلہ انہوں نے بڑی عجلت میں طے کیا اور پھر اصل راستہ سے ہٹ کر انہوں نے پایاب دریا عبور کیا دریا کے دوسرے کنارے ایک پہاڑی کی اوٹ میں یہ ہیڈ کوارٹر بنا ہوا تھا۔

یہ ایک بلند پہاڑ تھا جس کی ایک چٹان اصل پہاڑ سے قدرتی طور پر آگے نکلی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے تقریباً تین سو مربع فٹ کی جگہ خالی تھی۔ سمگلروں نے اس چٹان کی چھت کے نیچے پتھروں کی دیواریں کھڑی کر کے تین چھوٹی کوٹھڑیاں بنا دی تھیں۔ چھت قدرتی تھی۔ دیواروں کے لئے ادھر ادھر سے ہر سائز کے پتھر مل گئے تھے اس لئے مسافروں کے لئے آرام کرنے اور پناہ کے لئے یہ تینوں کمرے کسی جنت سے کم نہیں تھے البتہ ان تینوں کوٹھڑیوں کے کواڑ نہیں تھے۔

غالباً سمگلروں کو کواڑوں کے لئے لکڑی نہیں ملی ہو گی یا پھر اس خیال سے کواڑ نہیں لگائے ہوں گے کہ کوئی ایک ان کواڑوں میں تالا لگا کر قابض نہ ہو جائے عام انسانوں کو غالباً ان کوٹھڑیوں کا علم نہیں تھا۔ اگر علم بھی ہو گا تو چونکہ اس علاقہ میں انسانی آبادی ہی نہیں تھی اس لئے اکثر یہ کوٹھڑیاں ویران رہتیں صرف کبھی کبھار سمگلر انہیں اپنے استعمال میں لے آتے سرحد کی جانب آتے یا جاتے ہوئے یہاں قیام کرتے یا اگر سرحدی پولیس ان کے تعاقب میں ہوتی تو دو چار دن کے لئے یہاں چھپ جاتے اس کے علاوہ ان کوٹھڑیوں کا کوئی مصرف نہیں تھا۔

لیکن اس وقت یہی کوٹھڑیاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کسی عالی شان محل سے کم نہیں تھیں۔

عمران نے ٹارچ جلا کر تینوں کوٹھڑیوں کا جائزہ لیا فرش پر جگہ جگہ مختلف چھوٹی موٹی اشیاء گری پڑی تھیں کہیں راکھ کا ڈھیر تھا کہیں کوئی پیالی ٹوٹی ہوئی پڑی تھی۔ ایک کوٹھڑی میں پرانا بوسیدہ سا ایک کپڑا تھا۔ ایک جگہ چند سگریٹوں کے ٹوٹے بھی موجود تھے۔ غرض کہ ایسی ہی اشیاء موجود تھیں عمران نے سب سے پہلے فرش صاف کیا اور پھر اس جگہ شب بسری کے لئے وہ لوگ ٹھہر گئے۔

اس مرتبہ انہوں نے ایک کوٹھڑی میں سارے خچر بند کر دیئے اور دروازے کے آگے ایک خیمہ تان دیا۔ تاکہ خچر باہر نہ نکل جائیں دوسرے کمرے میں خود عمران، جولیا اور جوزف ٹھہر گئے جوزف کو عمران نے جان بوجھ کر اپنے کمرے میں ٹھہرایا تھا تاکہ جولیا کے جذبات نہ بھڑک اٹھیں تیسرے کمرے میں صفدر، چوہان اور تاج خاں نے قیام کیا سب سے پہلے انہوں نے رات کا کھانا تیار کیا۔ حسب معمول پیٹرومیکس جلا لئے گئے تھے اور مٹی کے تیل کے چولہے پر پہلے کھانا اور پھر کافی تیار کر کے یہ لوگ اپنے اپنے بستروں میں دراز ہو گئے۔

اپنے دونوں کمروں کے سامنے بھی عمران نے سونے سے پہلے خیمے تان دیئے تھے۔ تاکہ کوئی جنگلی جانور اندر گھس کر گزشتہ رات کی طرح انہیں پریشان نہ کر سکے ویسے بھی خیمے تان کر یہ لوگ سردی کی شدت سے محفوظ

ہو گئے تھے اور اب بالکل ایسے ہی آرام کر رہے تھے جیسے وہ پہاڑوں
میں نہیں بلکہ اپنے گھروں میں ہیں ۔

جوزف نے حسبِ معمول پانچ بوتلیں اپنے سامنے رکھ لیں تھیں اور انہیں
خالی کرنا شروع کر دیا تھا۔ عمران نے حسبِ معمول طاہر سے گفتگو کر کے اپنے
سفر کی روئیداد سنا دی تھی تاکہ وہ سر سلطان کو بتا سکے جولیا پر اس قدر تھکاوٹ
غالب تھی کہ وہ کافی کا کپ پینے کے بعد بستر میں لیٹ کر آہستہ آہستہ باریک
سے خراٹے لینے لگی تھی۔ اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ عمران کو اس کا
وعدہ یاد دلا سکتی ممکن ہے اگر جوزف نہ ہوتا تو وہ اپنی تھکاوٹ پر قابو
پا لیتی لیکن جوزف کی موجودگی نے اس کے سارے جوش پر پانی پھیر دیا تھا۔
اس نے اپنا کمبل چہرے پر بھی اوڑھ لیا تھا اور پھر بہت جلد نیند کی آغوش
میں پہنچ گئی تھی ۔

جوزف۔ عمران نے سونے سے پہلے جوزف کو کہا تھا ۔

یس باس۔

تم یہ بوتلیں کس وقت ختم کر دگے ؟

ایک گھنٹہ ایک بوتل حساب لگا لیں باس ۔

ٹھیک۔ اس وقت رات کے نو بج رہے ہیں تم دو بجے سے پہلے ان
بوتلوں کو ختم نہیں کرو گے۔

یس باس۔ ختم تو یہ فوراً ہو سکتی ہیں لیکن میں ذرا آہستہ آہستہ پینے کا
عادی ہوں ۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں دو بجے انہیں ختم کرو اور سونے سے پہلے
مجھے جگا دو۔

یس باس میں سمجھ گیا لیکن اگر تم حکم دو باس تو تمہارا غلام جوزف ساری
رات بھی جاگ سکتا ہے ۔

نہیں ورنہ تم پانچ بوتلیں مزید خالی کر دگے مجھے دو بجے جگا دینا۔

جیسی تمہاری مرضی باس جوزف نے بوتل کو حلق میں انڈیل کر جواب
دیا۔ اور عمران مطمئن ہو کر لیٹ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب جوزف دو بجے
سے پہلے نہیں سوئے گا۔ اور جوزف کی بیداری میں اسے یہ خدشہ نہیں تھا کہ
کوئی جنگلی جانور یا کوئی دشمن ان کوٹھڑیوں میں گھسنے کی جرأت کرے
جوزف اپنی جان دے سکتا تھا لیکن کسی کو اندر قدم رکھنے کی اجازت نہیں
دے سکتا تھا ۔

دس بجتے بجتے جوزف کے علاوہ سب نیند کی آغوش میں پہنچ چکے
تھے۔ دن بھر کے پہاڑی سفر نے انہیں تھکا دیا تھا۔ اور اب پیٹ
بھر کر کھانا گرمی اور مکمل آرام ملا تو فوراً ہی سب نیند کی وادی میں
پہنچ گئے ۔ البتہ جوزف پر نہ تھکاوٹ کا اثر تھا اور نہ نیند کا غلبہ وہ

پیٹر دمیکس کی روشنی میں اپنے سامنے بوتلیں رکھے اپنی مادری زبان میں
ان کی تعریف کر رہا تھا۔ اپنے باس کے گن گا رہا تھا اور بوتل کا زہر اپنے
حلق میں اتار رہا تھا۔ باہر ہر سو خاموشیاں اور تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ کبھی
کبھار گیدڑوں کے چلانے کی آواز آجاتی اور پھر خاموشی طاری ہو جاتی
رات کے تقریباً سوا بارہ بجے بادل زور سے گرجا۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کہیں
قریب ہی بجلی گری ہو۔ جوزف شراب پیتے پیتے رک گیا اور سر اٹھا کر ادھر
ادھر دیکھنے لگا پھر وہ اٹھ کر باہر آگیا اس وقت آسمان پر زور سے بجلی
چمکی۔ اور اس کے ساتھ ہی سارے پہاڑ منور ہو گئے۔ تب جوزف کو پتہ
چلا کہ بادل گرج رہے ہیں۔ بجلیاں چمک رہی ہیں اور بوندا باندی شروع ہو
گئی ہے اس نے وقت دیکھا۔

رات کے بارہ بجکر بیس منٹ ہو چکے تھے۔

ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے اس نے دل میں سوچا پھر شراب کی
جانب دیکھنے لگا تین بوتلیں خالی ہو چکی تھیں ایک سالم موجود تھی وہ
بوتل میں تھوڑی سی باقی تھی۔ وہ بوتل جس میں تھوڑی سی شراب موجود
تھی۔ لے کر جوزف ایک بار پھر باہر نکلا اور دروازے کے قریب کھڑا ہو
کر ایک ایک گھونٹ پینے لگا اسے نہ سردی کا احساس تھا نہ ویرانیوں
تاریکیوں کا خوف وہ اس طرح مزے مزے سے پی رہا تھا جیسے پہاڑ

کی تنہائیوں میں نہیں بلکہ کسی مے خانے میں موجود ہو۔ اور پھر اسے اچانک
ہی اندر کی جانب بھاگنا پڑا کیونکہ پہلے ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا تھا۔
بادل بڑے ہی زور سے گرجا تھا اور اس کے فوراً بعد موٹی موٹی بوندیں
گرنے لگیں۔ جنہوں نے آناً فاناً موسلا دھار بارش کی شکل اختیار کر لی
تھی جوزف نے کمرے میں آکر پانچویں بوتل کا ڈھکنا کھول لیا تھا۔

اور پھر ٹھیک دو بجے اس نے شراب کا آخری قطرہ اپنے حلق
میں اتارا باری باری ہر بوتل کو دیکھا کہ کہیں کسی میں کوئی قطرہ باقی تو
نہیں رہ گیا۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ ساری بوتلیں بالکل خالی ہو
گئی ہیں کسی میں ایک قطرہ بھی باقی نہیں ہے تو اس نے خالی بوتلوں کو ایک
قطار میں پتھروں کی دیوار کے ساتھ رکھ دیا اور پھر عمران کے پلنگ کے
قریب جا کر آواز دینے لگا۔

باس۔

لیس۔۔۔۔۔ عمران پہلی ہی آواز میں اٹھ گیا تھا۔

بوتلیں خالی ہو گئی ہیں باس۔

ٹھیک ہے۔ عمران نے رسٹ واچ پر نگاہ ڈال کر دیکھا۔ ٹھیک
دو بجکر دس منٹ ہوئے تھے۔

اب تم سو جاؤ جوزف اور صبح تک آرام کرو۔

لیس باس۔ جوزف نے پلنگ پر دراز ہوتے ہوئے جواب دیا۔ عمران اپنے پلنگ سے اٹھا۔ سب سے پہلے اس نے باہر نکل کر دیکھا بارش ختم ہو چکی تھی۔ لیکن پانی ڈھلوان کی جانب تیزی سے بہہ رہا تھا آسمان پر اس وقت بھی بادل گھرے ہوئے تھے۔ اور ہلکی ہلکی برف گرنا شروع ہو گئی تھی۔ عمران نے اندر جا کر دیکھا جوزف آنکھیں بند کر کے نیم بیداری اور نیم خوابی کے عالم میں تھا۔ جولیا کے باریک خراٹے کمرے کی خاموشی کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ کچھ سوچ کر عمران نے پٹرومیکس بجھا دیا۔ اور پھر باہر نکل کر برف باری کا تماشا کرنے لگا۔

رات کے تین بج رہے تھے۔

برف باری جاری تھی اور اب آسمان سے بڑے بڑے روئی کے گالے گر رہے تھے۔ عمران کمرے میں واپس آ کر پلنگ پر بیٹھ گیا پھر کچھ سوچ کر اس نے ٹارچ روشن کی اور بکس کھول کر اس میں سے وہ لباس نکالا جو ڈاکٹر داور سے اس نے لیا تھا ایسے دو لباس وہ اپنے ساتھ لایا تھا یہ ایک لمبا انڈر ویئر تھا جس کے ساتھ ہی پورے بازوؤں والی بنیان [illegible] تھی۔ نیچے بالکل انڈر ویئر جیسی ہی جرابیں تھیں۔ اس پورے لباس [illegible] انتہائی باریک تاریں لگی ہوئی تھیں۔ جن کا کنکشن لباس ہی میں کسی [illegible] سے تھا۔ بٹن دبانے کے بعد پورے لباس کی تاروں میں کرنٹ دوڑ جاتا تھا

اور اس میں سے نظر نہ آنے والی شعاعیں سمٹ کر جسم میں داخل ہو جاتی تھیں انہیں شعاعوں کی وجہ سے لباس پہننے والے انسان پر نہ کوئی گولی اثر کرتی تھی اور نہ اس کی طاقت کا کوئی شخص مقابلہ کر سکتا تھا جرابوں میں کچھ اس قسم کے سپرنگ تھے کہ وہ انسان کو بہت دور تک اچھال دیتے تھے۔ نیچے سے یہ لباس زیب تن کرنے کے بعد عمران نے اوپر سے وہی لباس پہن لیا۔ جو اس نے پہلے پہنا ہوا تھا اور پھر باہر نکل کر برف باری کا نظارہ کرنے لگا۔

صبح کے پونے چار بج رہے تھے۔

وہ ابھی تک باہر کھڑا تھا کہ اسے دریا کی جانب سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے ایک سے زیادہ انسان دریا عبور کر رہے ہیں پانی میں ان کے پاؤں کی چھپ چھپ جیسی آواز صاف سنائی دے رہی تھی پہلے تو اس نے یہی سمجھا کہ ممکن ہے کسی درندے نے دریا عبور کیا ہو لیکن جب چند لمحوں کے بعد اسے گفتگو کی آواز بھی سنائی دی تو اسے یقین ہو گیا کہ دریا پار کرنے والے لوگ اسی جانب آ رہے ہیں عمران نے جلدی سے دوسرے کمرے میں جا کر تاج خاں۔ صفدر اور چوہان کو جگا دیا اول تو وہ لوگ ساری رات کی نیند پوری کر چکے تھے دوسرے تاج خاں ہی اس علاقے کے سمگلروں سے واقف تھا عمران نے سوچا کہ اگر یہ کوئی سمگلر

ہیں تو تاج ان سے گفتگو کرے گا۔ اور اگر یہ کوئی لٹیرے ہیں تو بھی ان لوگوں کا جاگنا ضروری تھا۔ تاکہ بے خبری میں انہیں نقصان نہ پہنچ جائے البتہ جوزف اور جولیا کو جگانے کی اس نے ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ جولیا تو ویسے ہی تھکی ہوئی تھی۔ اور جوزف تھوڑی دیر پہلے ہی سویا تھا۔

آوازیں لحہ بہ لحہ قریب آرہی تھیں۔ یہ غالباً پانچ چھ آدمی تھے جو مقامی زبان میں بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے۔ تاج خاں نے ان میں سے ایک کی آواز پہچان لی اور عمران سے کہنے لگا۔

عمران خاں۔ ان میں سے ایک شیر بہادر کا ساتھی ہے گلباز خان میں اس کی آواز پہچانتا ہوں۔

شیر بہادر کون ہے؟

یہاں کا بہت بڑا اسمگلر۔ غنڈہ اور انتہائی طاقتور آدمی۔

کیا وہ تمہیں جانتا ہے؟

ہاں لیکن اس کا تعلق ہماری دشمن پارٹی سے ہے ہماری اور اس کی گفتگو صرف گولیوں کی زبان سے ہی ہوا کرتی ہے۔

کوئی بات نہیں اگر آج ضرورت محسوس ہوئی تو ہم بھی ایسی ہی زبان استعمال کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنے ساتھیوں کو رائفلیں تھا لینے کا حکم دے دیا۔ ریوالور تو پہلے ہی ان کے پاس تھے اور اب رائفلیں

انہوں نے تھام لیں تھیں۔

آواز اب بہت قریب آگئی تھی اور پھر اس کمرے کے قریب جہاں خچر بندھے ہوئے تھے آنے والے ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے تھے اور اس قسم کی گفتگو کر رہے تھے جیسے اندازہ لگا رہے ہوں کہ ان کمروں پر قبضہ کرنے والے کون ہو سکتے ہیں۔

کوئی بھی ہوں یار انہیں باہر نکال دو اور اگر شرافت سے نہ نکلیں تو ایک ایک گولی ٹھنڈی کر دو گلباز خاں کی رعب دار آواز ابھری اور ان میں سے ایک شخص خیمہ ہٹاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے باہر نکل آیا۔

استاد۔ اس کمرے میں تو صرف خچر ہی ہیں انسان کوئی نہیں۔

خچر۔ یار کوئی مالدار اسامی معلوم ہوتی ہے دوسرے کمرے میں دیکھو۔

ابھی دیکھتا ہوں استاد۔ اس کا ساتھی اس کمرے کی جانب بڑھا جہاں عمران پہنچ چکا تھا۔ اور خیمے کی اوٹ میں ان کی گفتگو سن رہا تھا۔

جونہی اس شخص نے پردہ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ روشن کی عمران نے بڑی اطمینان سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ایمٹی لباس وہ پہلے ہی پہن چکا تھا۔ اس کی گرفت میں آنے والے شخص کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن آہنی زنبور میں کس دی گئی ہے اس کے حلق سے

کسی قسم کی آواز بھی نہیں نکل سکی۔ عمران نے بڑے اطمینان سے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے اٹھایا اور اس کے ساتھیوں پر اسے پھینک دیا جو چند قدم دور اندھیرے میں کھڑے تھے وہ شخص دھڑام سے اپنے دو ساتھیوں کو ساتھ لیتا ہوا پتھروں پر گرا اور پھر خوف سے تھر تھر کانپنے لگا

کیوں۔ کیا ہوا تمہیں؟

بھ..... بھوت ہے استاد بھوت!

ابے چل۔ بھوت کی اولاد۔

قسم ہے استاد تمہارے سر کی اندر بھوت ہے اسی نے اٹھا کر مجھے باہر پھینک دیا ہے۔

ابے بھوت کمروں میں آرام نہیں کیا کرتے نہ کھنڈروں پر سفر کیا کرتے ہیں

اس نے اپنے ساتھی کو ڈانٹ دیا اور پھر بلند آواز میں کمرے کی جانب رخ کر کے کہا۔

اندر جو کوئی بھی ہے باہر نکل آئے یاد رکھو اس وقت سات رائفلیں گولیاں اگلنے کے لئے بے چین ہیں اگر تم نے چالاکی کی کوشش کی تو تمہیں فوراً ختم کر دیا جائے گا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر باہر نکل

ہم..... مجھے گولی نہ مارنا میں باہر آ گیا ہوں۔

کون ہو تم گلباز نے دھاڑتے ہوئے پوچھا۔

مسافر!

کیا تم نے ہی میرے ساتھی کو اٹھا کر باہر پھینکا ہے؟

ہاں بھائی صاحب مجھے کیا پتہ یہ تمہارا ساتھی ہے۔ میں سمجھا کوئی چور ہے۔

ٹھیک ہے اگر تم زندگی چاہتے ہو تو کمرے فوراً خالی کر دو۔

لیکن بھائی صاحب مجھے تو پتہ چلا تھا کہ یہ کمرے انٹرنیشنل قسم کے ہیں نہیں۔ یہ کمرے ہمارے ہیں انہیں فوراً خالی کر دو۔

بہت اچھا بھائی صاحب۔ لیکن تم لوگ کون ہو؟

ہم شیر بہادر کے سپاہی ہیں۔ اگر تم اسی علاقے کے رہنے والے ہو تو شیر بہادر کا نام ضرور سنا ہو گا تم نے۔

کون شیر بہادر بھائی صاحب وہی تو نہیں جسے میں نے جوتے مار کر گھر سے نکال دیا تھا۔

تمہاری..... گلباز خاں نے بھرپور جدید قسم کی گالی عمران کو دی اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھا تاکہ عمران کے منہ پر طمانچہ مار کر اسے اس گستاخی کی سزا دے سکے۔ لیکن عمران نے فضا ہی میں اس کی کلائی پکڑ لی

اور پھر اسے بھی اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر پھینک دیا۔ دیکھ لیا تم نے۔ اگر تم کہو تو تمہارے سر پر بھی بالکل اتنے ہی جوتے لگا دوں جتنے تمہارے استاد کے سر پر لگائے تھے۔

گلباز خاں اور اس کے ساتھی جو پتھروں پر گر گئے تھے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ اس مرتبہ عمران گرجدار آواز میں ان سے مخاطب ہوا۔

اگر تم لوگ اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو جس راستے سے آئے ہو اسی راستے واپس چلے جاؤ اور اپنے استاد سے کہہ دینا کہ تاج خاں تمہیں تباہ کرنے کے لئے آگیا ہے۔

کیا تم تاج خاں ہو؟ گلباز خاں کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی

نہیں میں اس کا ایک ساتھی ہوں کیا تم نے میرا پیغام سن لیا ہے؟

اس کے ساتھ ہی عمران آگے بڑھا اور اپنے سامنے آنے والے آدمی کو اس نے بالکل پہلے ہی جیسے انداز میں پکڑ کر اس کے ساتھیوں پر گرا دیا۔

اس کے ساتھ ہی دو تین گرنے والوں پر اس نے ٹھوکریں رسید کر دیں۔ وہ سب لوگ اس اچانک افتاد سے بہت زیادہ گھبرا گئے تھے اس کے علاوہ انہوں نے عمران کی بے پناہ قوت کا اندازہ بھی لگا لیا تھا۔

ان کی رائفلیں اندھیرے میں پتھروں پر گر چکی تھیں وہ اٹھے اور بے تحاشا اس [illegible] کی جانب بھاگ گئے جسے عبور کر کے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔

عمران چند قدم ان کے پیچھے گیا اور پھر واپس لوٹ آیا اس سے پہلے ہی اس کے ساتھی رائفلوں پر قبضہ کر چکے تھے۔ عمران کو قریب پہنچتے دیکھ کر تاج خاں بے اختیار آگے بڑھا اور عمران کو اپنے سینے سے لگا کر کہنے لگا۔

واہ عمران خاں۔ کمال کر دیا تم نے۔ شیر بہادر کے علاوہ گلباز خاں کا مقابلہ کرنے والا ابھی کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔ آج تمہیں مان گیا ہوں یار۔ اب میرا استاد دلاور خاں ضرور شیر بہادر کو تباہ کر دے گا۔

گلباز خاں سے اور اس کے ساتھیوں
کو راہِ فرار اختیار کئے ابھی تھوڑی دیر
ہی ہوئی تھی کہ تاج خاں نے اپنے کمرے
میں عمران کو آواز دی ۔

عمران خاں ۔

کیا بات ہے تاج خاں ؟ عمران نے
اس کے کمرے میں جا کر پوچھا ۔

عمران خاں میرا خیال ہے کہ ہمیں
اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جانا
چاہیئے ۔

کیوں ؟ آتنی جلدی کیوں ۔

تم شیر بہادر خاں کو نہیں جانتے عمران خاں وہ بہادر بھی ہے اور
مکار بھی ۔ جب اس کا نائب گلباز خاں اسے جا کر بتائے گا کہ میں اپنے
ساتھ چند مددگار لے کر آیا ہوں تو یقیناً وہ راستے ہی میں ہمیں گھیرنے کی
کوشش کرے گا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کسی پہاڑ میں چھپ کر ہم پر گولیاں
چلا دے ۔ تم جانتے ہو عمران خاں سامنے آئے ہوئے دشمن کا مقابلہ تو
کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن چھپ کر چلائی جانے والی گولی کا مقابلہ کون کر
سکتا ہے ۔

تمہارا کیا خیال ہے تاج خاں کیا یہ لوگ شیر بہادر کو اطلاع دینے
واپس گئے ہوں گے ۔

اور یہ کہاں جا سکتے ہیں عمران خاں ان کی رائفلیں ہمارے پاس ہیں
خالی ہاتھ وہ کہاں جائیں گے ویسے بھی گلباز خاں سب کام چھوڑ کر اپنے
استاد کو اطلاع دینا ضروری سمجھے گا ۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو تاج خاں مجھے اپنی تو کوئی فکر نہیں لیکن اپنے
ساتھیوں کی فکر ضرور ہے ہمیں واقعی اسی وقت روانہ ہو جانا چاہیئے تاکہ
جب تک شیر بہادر ہمیں گھیرنے کے لئے آئے اس وقت تک ہم شہر
میں پہنچ جائیں ۔

ہاں یہی تو میں کہہ رہا تھا۔

ٹھیک ہے تم سامان باندھو میں اپنی بیوی اور جوزف کو جگاتا ہوں

چنانچہ وہ لوگ سامان باندھنے میں مصروف ہو گئے اور عمران اپنے کمرے میں آگیا تاکہ جوزف اور جولیا کو جگا سکے۔ سب سے پہلے اس نے پیٹرومیکس روشن کی پھر پہلے جوزف کو جگا کر حکم دیا کہ سامان باندھے اور پھر جولیا کو جگانے لگا۔

جولیا غالباً اس وقت کوئی نہائت حسین خواب دیکھ رہی تھی۔ اس پر تھکاوٹ کا اس قدر غلبہ تھا کہ اسے عمران کی چند لمحے پیشتر جنگ کا بھی پتہ نہیں چلا تھا۔ عمران نے اس کے چہرے سے کمبل اتار دیا اور جولیا نیند میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

جولیا۔ اٹھو جلدی کرو۔ ہم لوگ ابھی روانہ ہو رہے ہیں۔

ابھی اس وقت۔ جولیا نے حیرت سے پوچھا اور پھر رسٹ واچ دیکھنے لگی۔ صبح کے پونے پانچ بج رہے تھے۔

اوہ۔ صبح کے پونے پانچ بج رہے ہیں میں سمجھی تھی ابھی دس گیارہ ہی کا وقت ہو گا۔ لیکن پروگرام کا تو کچھ اور ہی تھا۔

ہاں اب وہ پروگرام بدل گیا ہے عمران نے اسے جواب دیکر بکس میں سے اسی قسم کا دوسرا سوٹ نکالا جیسے خود ایک پہن چکا تھا اور جولیا

کو دیتے ہوئے کہنا لگا۔

جولیا میں باہر جا رہا ہوں تم پانچ منٹ کے اندر اندر اپنے کپڑوں کے نیچے یہ لباس پہن لو۔

یہ۔۔۔۔ یہ کیسا لباس ہے؟

یہ سب بعد میں بتاؤں گا اور ہاں دیکھو کسی کو بھی نہیں بتانا کہ تم نے ان کپڑوں کے نیچے یہ لباس بھی پہن رکھا ہے اٹھو جلدی کرو۔

اس کے ساتھ ہی عمران نے پیٹرومیکس اٹھایا تاکہ اندھیرے میں جولیا لباس تبدیل کر سکے اور باہر نکل گیا۔ اس کے سارے ساتھی فوجی انداز میں سامان سمیٹ رہے تھے وہ ان کے قریب کھڑا دیکھتا رہا۔

ٹھیک پانچ بجے یہ قافلہ منزل مقصود کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔

پہاڑوں کے درمیان دشوار گذار راہوں سے اندھیرے میں سفر کرنا آسان کام نہیں تھا لیکن تاج خاں اس راستے سے اچھی طرح واقف تھا جہاں بھی کوئی خطرناک موڑ آتا چڑھائی یا ڈھلوان آتی وہ اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیتا۔ ان لوگوں نے ٹارچیں روشن کر رکھی تھیں اور پتھروں سے بچ بچ کر اپنی مسافت طے کر رہے تھے ترتیب وہی تھی سب سے آگے تاج خاں پھر جوزف، صفدر، جولیا، عمران اور تنویر۔

ایک بار جب صفدر جولیا سے چند قدم آگے نکل گئے تو جولیا نے سرگوشی

کے لہجے میں عمران کو مخاطب کیا۔

عمران۔

جی۔

یہ لباس کیسا ہے جو تم نے مجھے پہنایا ہے ؟

یہ کوہ قاف کا علاقہ ہے جولیا اور تمہارا نام پری جان ہے یہاں سب پریاں ہی رہتی ہیں ۔

سچ بتاؤ عمران ۔ میں اسی وقت سے غور کر رہی ہوں ۔

کیا تمہیں پسند نہیں ؟

پسند نہ پسند کا کیا سوال یہ تو کپڑوں کے نیچے چھپا ہوا ہے ۔

جولیا۔ یہ علاقہ انتہائی خطرناک ہے اور علاقے سے زیادہ یہاں کے لوگ خطرناک ہیں چونکہ شہر قریب تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں پہنا دیا۔

میں سمجھی نہیں۔ جولیا نے جواب دیا۔

اس علاقے میں جس کی بھینس ہوتی ہے اس کی بھینس ہوتی ہے ۔

یعنی جو شخص طاقتور اور مضبوط ہوگا وہ ہر چیز پر قبضہ جما سکتا ہے۔

میں اب بھی نہیں سمجھی۔

تو اب سمجھ جاؤ گی جولیا ۔ یہاں کے مرد نہ صرف ظالم ہیں بلکہ انتہائی

عیاش بھی ہیں۔ کسی بھی صورت میں لڑکی پر کوئی طاقتور مرد ہاتھ ڈال سکتا ہے اور تم بھی چونکہ خوبصورت ہو اس لئے میں نے تمہیں یہ لباس پہنا دیا کہ اگر کوئی ایسا موقع آ بھی جائے تو کوئی تمہیں نقصان نہ پہنچا دے ۔

لیکن یہ لباس میری کیا مدد کرے گا۔

اس لباس کے کالر کے نیچے ایک بٹن لگا ہوا ہے ۔

ہاں۔ موجود ہے۔

جب تم اس بٹن کو دباؤ گی تو یہ لباس اپنا کام شروع کر دے گا۔

کیا کام ؟

بٹن دباتے ہی اس لباس کی باریک تاروں میں ایٹمی شعاعیں پیدا ہو جائیں گی اور ان شعاؤں کا اثر تمہارے جسم کے اندرونی نظام پر براہِ راست پڑے گا۔ اس وقت اگر تم کسی کو ہلکا سا تھپڑ بھی لگا دو گی تو وہ قلابازیاں کھاتا ہوا دور جا گرے گا۔ تم پر کوئی گولی اثر نہیں کر سکے گی۔ اور تم اتنی بلند چھلانگیں لگا سکو گی جیسی کہ سُپر مین لگایا کرتا تھا

سچ ؟

جولیا نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے کہا۔

ہاں بالکل یہی حقیقت ہے جو میں نے بتا دی لیکن ایکسٹو کی سخت ترین تاکید تھی کہ تم اس لباس کا ذکر کسی سے بھی نہیں کرو گی۔ حتیٰ کہ جوزف، صفدر

اور چوہان کو بھی علم نہیں ہونا چاہیئے کہ تم نے ایسا لباس پہن رکھا ہے
اور دوسری تاکید یہ تھی کہ اسے اس وقت تک استعمال نہیں کرو گی جب
تک تمہیں یہ یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری جان یا آبرو خطرے میں ہے۔

ٹھیک ہے میں ایسے ہی کروں گی لیکن عمران۔

اب کیا بات ہے؟

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے آزماؤں۔

ابھی نہیں۔ اگر تمہیں کہیں تنہائی نصیب ہوئی تو پھر میں تمہیں بتاؤں
گا کہ کیسے آزماؤ۔ فی الحال تم خوش رہو اور یہی ذہن نشین رکھو کہ بٹن دباتے
ہی تم میں بے پناہ قوت آجائے گی۔

راستہ کسی حادثے کے بغیر کٹ گیا تھا۔

صبح کے قریباً دس بجے تھے جب یہ لوگ سرحد کے آخری شہر میں پہنچ گئے
ساری رات برف باری کے سبب ہر جانب برف ہی برف دکھائی دے رہی
تھی دھند اتنی زیادہ تھی کہ آٹھ دس گز کے زیادہ فاصلے پر کچھ بھی دکھائی نہیں
دیتا تھا اور یہ دھند ان کے لئے مفید ہی ثابت ہوئی تھی۔ اس دھند کے
گہرے پردے میں تاج خاں انہیں شہر کے باہر ایک حویلی میں لے گیا۔

یہ دلدار خاں کی حویلی تھی۔

اس کی سب دیواریں پتھروں کو چن کر بنائی گئی تھیں باہر گیٹ میں مضبوط

پھاٹک لگا ہوا تھا جو اس وقت کھلا تھا۔

تاج خاں کے اشارے پر یہ لوگ پھاٹک کے اندر داخل ہوئے تو
دھند میں سے ایک نوجوان رائفل تانے کر ان کے سامنے آگیا۔

کون ہو تم؟ ٹھہر جاؤ۔

یہ سب پھاٹک کے اندر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے لیکن
تاج خاں آگے بڑھا اور رائفل بردار نوجوان سے کہنے لگا۔

جوان۔ تم کوئی نئے آدمی دکھائی دیتے ہو کیا استاد دلاور خاں موجود ہے
یا اندر ہی ہے۔

جاؤ انہیں اطلاع دے دو کہ تاج خاں آیا ہے۔

ٹھیک ہے میں انہیں اطلاع دینے جا رہا ہوں لیکن اس وقت تم لوگ
یہاں ہی ٹھہرو گے۔

بس اس حویلی کے قانون کو جانتا ہوں جاؤ تم اطلاع کر دو۔

چند لمحوں کے بعد جب وہ نوجوان واپس آیا تو اس کے ساتھ دلاور خاں بھی
موجود تھا۔ وہ تاج خاں کو دیکھتے ہی خوشی کے نعرے لگانے لگا اس نے
آگے بڑھ کر اپنے چوڑے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

اوئے تاج خاں میں جانتا تھا تم ضرور واپس آؤ گے۔

صرف واپس ہی نہیں آیا استاد اپنے ساتھ سامان بھی لایا ہوں۔ اور

پولنے دشمن کی تباہی بھی۔

ہمارا تو ایک ہی دشمن ہے اس کو تم کیسے تباہ کر سکتے ہو تاج خاں؟

استاد پہلے میرے ساتھیوں کے ساتھ مل بیٹھ کر گفتگو ہو گی۔

چنانچہ تاج خاں نے اپنے استاد کے ساتھ اپنے ساتھیوں کا تعارف
کرایا اور دلاور خاں ان سب کو حویلی کے اندر اپنے ساتھ لے گیا سمگلنگ
کا سارا سامان عمران نے اسی وقت دلاور خاں کے سپرد کر دیا تھا۔ دلا
خاں نے انہیں رہنے کے لئے تین کمرے دیئے ایک عمران اور اس کی بو
کے لئے دوسرا جوزف اور تاج خاں کے لئے اور تیسرا صفدر اور چوہا
کے لئے۔ خچر اس نے اصطبل میں بھجوا دیئے اور پھر تاج خاں کو اپنے کمر
میں لے گیا تاکہ دشمن کی تباہی کے طریقے دریافت کر سکے۔

سرکاری طور پر پہاڑوں کے اس
سرحدی علاقے میں حکمرانی حکومت کی
جانب سے مقرر کردہ پولیٹیکل ایجنٹ کی
تھی۔ لیکن عملی طور پر یہاں شیر بہادر خاں
حکمران تھا۔

شیر بہادر خاں انتہائی بے رحم
انسان تھا۔ اول تو اس کا قد و قامت
ہی ایسا تھا کہ عام انسان اس سے آنکھ
ملانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ
تقریباً چھ فٹ چار انچ لمبا قد، چوڑا سینہ
سرخ و سفید رنگ اور بڑی بڑی نوکیلی

مونچھیں۔ اس کی ہیبت انسان پر طاری ہو جاتی تھی۔

اس کے علاوہ اس نے لڑائی بھڑائی کے سارے فن سیکھے ہوئے تھے نشانہ بازی میں اس کا مقابلہ کرنا محال بلکہ ناممکن تھا اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اڑتی ہوئی مکھی کو رائفل کا نشانہ لگا سکتا تھا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اس کا کوئی نشانہ آج تک خالی نہیں گیا تھا شہریوں کا تو قصہ ہی دوسرا تھا خود [illegible] پولیس کے سپاہی اور افسر بھی اس سے خوف کھاتے تھے اگر پولیٹیکل ایجنٹ کی جانب سے سپاہیوں کے کسی دستے کو کوئی ایسا حکم دیا جاتا جسے شیر بہادر خاں ناپسند کرتا تو سپاہیوں میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ پولیٹیکل ایجنٹ کے حکم کی تعمیل کر سکیں یہی وجہ تھی کہ پولیٹیکل ایجنٹ ہر وقت اسے نیچا دکھانے کے [illegible] بنا رہتا۔ لیکن وہ بیچارہ کیا کر سکتا تھا جبکہ سپاہی [illegible] شیر بہادر [illegible] خوف کھاتے تھے اور اس پر [illegible] سپاہی [illegible] بات بھی نہیں [illegible] تھے۔ [illegible]

رعب جمانے کے بعد وہ عملی طور پر اس علاقے کا حکمران بن بیٹھا تھا یہاں کی ساری مخلوق اس سے خوف کھا [illegible] جھک جھک کر سلام کیا [illegible] اس [illegible] لئے [illegible] جیسے کسی گورنر نے وہاں سے گزرنا ہو خود سپاہی [illegible]

ملا دیتے اور انسپکٹر وغیرہ تو اپنے آپ کو اس وقت خوش قسمت ترین انسان سمجھتے جب کبھی شیر بہادر خاں ان میں سے کسی کی جانب مسکرا کر دیکھ لیتا۔ جس کو چاہتا شیر بہادر سر عام بلا کر پیٹ دیتا بعض اوقات کئی بے گناہ اس کی گولی کا محض اس لئے نشانہ بن گئے کہ اس کے کسی ماتحت نے ان کی شکایت کر دی تھی عوام اب شیر بہادر کے علاوہ اس کے حواریوں سے بھی خوف کھانے لگے تھے کیونکہ انہیں علم تھا کہ اگر کسی حواری نے معمولی سی بھی شکایت کر دی تو پھر اس علاقے کی کوئی طاقت اسے شیر بہادر خاں کے ظلم سے نہیں بچا سکے گی اس کے اکثر حواری دن بھر شہر میں اور ارد گرد کے علاقوں میں گشت کرتے رہتے۔ جہاں بھی کہیں خوبصورت دوشیزہ کو دیکھتے شیر بہادر کے لئے اٹھا لاتے۔ اور اگر کوئی مزاحمت کرتا تو پھر شیر بہادر خاں کے عتاب سے بچ جانا اس کے لئے ناممکن ہو جاتا شیر بہادر خاں خود وہاں پہنچ جاتا اور مزاحمت کرنے والے کو سر عام گولی کا نشانہ بنا دیتا یا اگر زیادہ ہی رحم آتا تو اپنے حواریوں سے اس قدر پٹوائی کراتا کہ وہ بے چارہ کئی مہینوں تک اٹھنے کے قابل نہ رہتا۔

اپنی اس بے پناہ طاقت سے شیر بہادر خاں خوب فائدہ اٹھا رہا تھا اس نے سمگلنگ کا سارا کاروبار خود سنبھال لیا تھا۔ اس کے سینکڑوں

کارندے شب و روز اس کا مال سرحد کے پار پہنچاتے اور وہاں سے
اس کے عوض دوسرا مال ملک میں لا کر فروخت کر دیتے۔ باقی
جتنے بھی سمگلر تھے وہ یا تو شیر بہادر کو اپنا سردار مان چکے تھے۔ یا یہ
کاروبار ہی ختم کر چکے تھے صرف دلاور خاں ہی ایک ایسا سمگلر تھا جس
نے نہ تو شیر بہادر کو اپنا استاد مانا تھا اور نہ کاروبار ختم کیا تھا گو
اس کا گروہ بہت چھوٹا تھا۔ اس کے اکثر ساتھی شیر بہادر کے خوف سے
اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے لیکن جو موجود تھے وہ دلاور خاں کے پسینے
کی جگہ خون بہانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور ان میں اکثریت
ان لوگوں کی تھی جو شیر بہادر کے ظلم کا نشانہ کسی نہ کسی وقت بن چکے
تھے اور اب محض انتقام لینے کی خاطر شیر بہادر کے دشمن کا ساتھ دے
رہے تھے۔

اس رات۔

جب شیر بہادر خاں نے اپنے نائب گل باز خاں کو چند ساتھیوں
سمیت تقریباً گیارہ بجے سرحد کی جانب روانہ ہو گیا وہ خود بڑی دیر تک
داد عیش دیتا رہا تھا۔ آج اس کی حویلی میں علاقے کی حسین ترین
دوشیزہ موجود تھی اور اس کی موجودگی میں شیر بہادر رات
تقریباً دو بجے تک شراب پیتا رہا تھا ناچ دیکھتا رہا تھا اور قہ

لگاتا رہا تھا۔

رات کے تقریباً تین بجے وہ سویا تھا اور سورج طلوع ہونے کے
بعد ابھی وہ سو ہی رہا تھا کہ اس کے ملازم نے اس کے دروازے
پر دستک دے کر اسے بیدار کر دیا۔

کیوں۔ کون بدتمیز ہے؟ اندر سے شیر بہادر نے دھاڑ کر پوچھا۔

استاد۔ میں ہوں ملازم نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

اب کیا بات ہے؟

استاد۔ گلباز خاں واپس آگیا ہے۔

واپس آگیا ہے اتنی جلدی اسے یہاں ہی بھیج دو۔

شیر بہادر خاں نے اٹھ کر اندر سے قفل کھول دیا اور پھر لحاف
اوڑھ کر گلباز خاں کا انتظار کرنے لگا تھا لیکن گلباز خاں اکیلا نہیں
آیا اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ تھے۔

کیوں۔ تمہیں میں نے اتنی جلدی واپس آنے کی اجازت تو نہیں دی تھی۔

استاد۔ ہمیں وہاں تک پہنچنے ہی نہیں دیا۔

کیا کہا تم نے۔ شیر بہادر خاں نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے پوچھا
اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا اور گرجدار آواز سے ساری
حویلی گونجنے لگی تھی

کس بدبخت نے تمہیں وہاں پہنچنے نہیں دیا ؟

استاد دریا کے اس پار وہ پرانا ہیڈ کوارٹر ہے نا .

ہاں ہاں میں جانتا ہوں .

استاد ہم نے سوچا کہ رات کے دو گھنٹے وہاں آرام کرلیں جب ہم وہاں پہنچے تو ان کمروں پہ ہمارے دشمن نے قبضہ کیا ہوا تھا .

کون یعنی دلاور خاں .

نہیں استاد . دلاور خاں تو خود وہاں نہیں تھا البتہ اس کا پرانا ساتھی تاج خاں وہاں موجود تھا .

تم نے اسے گولی کیوں نہیں ماردی کیا وہ ابھی تک زندہ ہے ؟

گولی تو ہم ضرور مارتے استاد لیکن اس کے ایک آدمی نے تو ہماری رائفلیں بھی چھین لیں . اور ہمیں مار مار کر وہاں سے بھگا دیا .

کیا بکواس کر رہے ہو ؟

شیر بہادر خاں پوری قوت سے دہاڑا اور اس کے ساتھ ہی پلنگ سے اتر کر فرش پر کھڑا ہو گیا .

کیا تم لوگوں نے چوڑیاں پہن رکھی تھیں جو اس طرح مار کھا کر آگئے .

وہ انسان نہیں تھا استاد اس میں بے پناہ قوت تھی وہ ہمیں اس طرح اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا جیسے ہم انسان نہیں بلکہ راہ میں

پڑے ہوئے کنکر ہوں .

بکواس بند کرو . ایسی قوت دیوتاؤں کے علاوہ کسی انسان میں نہیں ہو سکتی . اوئے زمین پر کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو میری قوت کا مقابلہ کر سکے .

ہم مانتے ہیں استاد لیکن تم پوری بات تو سن لو . گلباز خاں نے کہا .

اور پھر جب گلباز خاں نے شروع سے آخر تک اپنی پٹائی کی ساری کہانی سنا دی تو اس وقت بھی شیر بہادر خاں کو یقین نہیں آیا .

یہ سب بکواس ہے . میں یقین کرنے کے لئے تیار نہیں .

استاد حقیقت یہی ہے جو ہم نے عرض کر دی مجھے تو ایسے محسوس ہوتا ہے استاد جیسے تاج خاں ہمارے گروہ کو ختم کرنے کے لئے اپنے ساتھ نئے آدمی بھی لایا ہے اور مال بھی .

ہم . میں تاج خاں کو یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دوں گا . چلو اسی وقت تیاری کرو . پندرہ آدمیوں کو مسلح کر دو اور انہیں کہو کہ میرے ساتھ جانے کے لئے تیار رہیں . میں ابھی تیار ہو کر آرہا ہوں

استاد میں بھی رائفل لے لوں ؟

ہاں . میں تمہاری گولی ہی سے تاج خاں کو ختم کرنا چاہتا ہوں .

ٹھیک ہے استاد میں جانبازوں کو تیار کرتا ہوں . گلباز خاں

باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی باہر نکل گئے۔ اور باہر آکر کلباز دراں نے پندرہ ایسے جوانوں کو منتخب کر لیا جن کے نشانہ میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تھا۔

تقریباً نصف گھنٹے کے بعد شیر بہادر خاں بھی تیار ہو کر باہر نکل آیا۔

یہ سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دیکھتے ان کے گھوڑے اس جانب جا گئے لگے جہاں دریا کے اس پار ہیڈ کوارٹر بنا ہوا تھا۔ لیکن انہیں راستہ میں نہ تو تاج خاں اور اس کے ساتھی دکھائی دیئے اور نہ ہی ہیڈ کوارٹر میں وہ لوگ مل سکے البتہ ہیڈ کوارٹر کے کمروں کا جائزہ لینے کے بعد شیر بہادر خاں کو یقین آگیا تھا کہ رات یہاں کسی نے بسیرا ضرور کیا ہے۔ ایک کمرے میں خچروں کی تازہ لید تھی دوسرے کمرے میں شراب کی پانچ خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور تیسرے کمرے میں بجھی ہوئی سگرٹوں کے ٹکڑے تھے جو رات بھر صفدر چوہان اور تاج خاں پیتے رہے تھے۔

دوپہر کے وقت جب شیر بہادر اور اس کے ساتھی واپس حویلی میں پہنچے تو اس کے ایک مخبر نے خبر سنائی۔

سردار۔ جیسے آپ تلاش کرنے گئے تھے وہ تو دلاور خاں کی حویلی میں بیٹھا ہوا ہے۔

کیا کہا تم نے ؟

شیر بہادر نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔

ہاں سردار۔

میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس کے ساتھ بہت سا سامان بھی ہے ایک کالا سیاہ حبشی ہے جس کے دانت موٹے موٹے اور ناک بھدی سی ہے اس کے علاوہ اس کے ساتھ تین نوجوان ہیں اور استاد......!

اور کیا۔

اور استاد اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت اور جوان لڑکی بھی ہے۔

ایسی خوبصورت لڑکی میں نے ان پہاڑوں میں تو دیکھی نہیں۔

کیا سچ کہہ رہا ہے یا......!

تمہارے سر کی قسم استاد۔ بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم اسے دیکھ کر اپنا دل دھڑکتا ہوا محسوس نہ کرو تو اسی وقت مجھے گولی سے اڑا دینا۔

ٹھیک ہے میرا خیال ہے کہ دلاور خاں نے اپنی مدد کے لئے ان لوگوں کو بلایا ہے ہا ہا ہا۔

سے ؟ مجھے آج صبح تاج خاں نے بتایا تھا کہ تم نے شیر بہادر خاں کے اس کلباز خاں کو اٹھا کر پھینک دیا تھا۔

ابلتے ہوئے تو یہ کون سی بڑی بات ہے استاد اگر شیر بہادر خاں کبھی مقابلے میرے سامنے آئے تو اسے بھی اسی طرح اٹھا کر پٹخ دوں گا جس طرح اس کے میرے سامنے پٹخا تھا۔

بہادر نوجوان معلوم ہوتے ہو۔

ساری عمر اسی کام میں گزاری ہے استاد۔

یقیناً گزاری ہوگی لیکن شیر بہادر جیسے سفاک انسان سے تمہارا مقابلہ شاید کبھی نہ ہوا ہوگا۔

کیا بات ہے استاد۔ کیا شیر بہادر خاں کو حکومت پکڑ کر اندر بند نہیں کر سکتی ؟

دلاور خاں نے ایک بلند قہقہہ لگایا چند لمحے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے ساتھیوں کی جانب دیکھتا رہا اور پھر کہنے لگا۔

میرے ان سارے ساتھیوں کو دیکھ رہے ہو عمران خاں۔

ہاں استاد دیکھ رہا ہوں۔

یہ سب شیر بہادر کے ظلم کے شکار ہیں۔ ان پر اس نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں کسی کی بیوی کو اٹھا کر وہ لے گیا اور کسی کی نوجوان بہن

کو۔ جب انہوں نے مزاحمت کی تو خود اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے اور یہ اس سے انتقام لینے کے لئے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ لیکن یہاں کی حکومت نے نہ اس وقت شیر بہادر پہ ہاتھ ڈالا اور نہ اب تک کوئی کارروائی کی ہے

یہی تو میں پوچھ رہا ہوں استاد کہ آخر پولیٹیکل ایجنٹ کیوں خاموش ہے۔

وہ بھی شیر بہادر سے ڈرتا ہے عمران خاں۔

ڈرتا ہے۔ کیوں ؟

بھئی پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس آخر طاقت ہی کون سی ہے۔ سرحدی پولیس شیر بہادر سے خائف ہے اور جب پولیس ہی ایسے ظالم کو کچھ نہ کہے۔ اسے پکڑنے کی بجائے اس کی مدد کرے تو بے چارہ پولیٹیکل ایجنٹ تنہا کیا کر سکتا ہے ؟

کیا شیر بہادر نے اتنی ہی طاقت حاصل کر لی ہے؟ عمران نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

اس سے بھی زیادہ عمران خاں۔ یہ تو صرف میرا دم خم ہے کہ ابھی تک اس کے مقابلے میں ڈٹا ہوا ہوں۔ گو اس کی وجہ سے میرے کاروبار کو سخت نقصان پہنچا ہے سارے سمگلر اس کے ساتھی بن گئے ہیں۔ میرے

پرانے ساتھی اس کے خوف سے میرا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ اس وقت
میرے پاس تم جتنے نوجوان دیکھ رہے ہو۔ یہ سب وہی ہیں جن پر شیر
بہادر نے ظلم کیا ہے اور یہ کسی نہ کسی طرح اس سے انتقام لینا چاہتے
ہیں۔ جب یہ حکومت سے مایوس ہو گئے تو میرے پاس آ گئے میں نے
انہیں سینے سے لگا لیا کیونکہ ان کا اور میرا دشمن ایک ہی ہے۔

کیا تم نے حکومت سے مدد طلب نہیں کی استاد۔

ایک مرتبہ آج سے تقریباً تین مہینے پہلے طلب کی تھی!

پھر کیا نتیجہ نکلا تھا؟

کچھ نہیں۔ جب دیوتا ان کی مدد کرنے لگے تو حکومت بے چاری کیا
کر سکتی ہے۔

[illegible] سمجھا نہیں استاد

اب دیوتاؤں کے دیوتا اس کی مدد کر رہے ہیں عمران خاں۔ اس کی تمہیں
ایک مثال دیتا ہوں شاید اس واقعہ سے تم اندازہ لگا سکو گے۔ پولیٹیکل ایجنٹ
سے میں خود ملا تھا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ میری مدد
کرے اور شیر بہادر کو میں ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں وعدہ
کرتا ہوں کہ ساری عمر سمگلنگ نہیں کروں گا بلکہ اس علاقے سے سمگلنگ
کا سارا کاروبار ختم کرا دوں گا کیونکہ مجھ جیسا پرانا سمگلر سرحد کے پار اشیاء

پہنچانے کے جو طریقے جانتا ہے وہ حکومت نہیں جان سکتی۔

ہاں ٹھیک ہے استاد۔ پھر کیا ہوا؟

پولیٹیکل ایجنٹ نے ایک انسپکٹر، چار سب انسپکٹروں اور پچاس سپاہیوں
کا دستہ مجھے دیا تھا کہ میں ان کی مدد سے شیر بہادر خاں اور اس کے
ساتھیوں کو ختم کر دوں لیکن جانتے ہو کیا ہوا۔

کیا ہوا تھا استاد؟

شیر بہادر نے دیوتا کے حضور حاضر ہو کر التجا کی تھی کہ اسے مدد
دی جائے۔ ورنہ حکومت اسے اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر دے
گی۔ یہاں ہر اتوار کو باہر کے میدان میں ایک بار دیوتا آ کر ضرور درشن
دیتا ہے اور شہر کے تقریباً سارے ہی لوگ وہاں جاتے ہیں اس مرتبہ
بھی دیوتا حسب معمول میدان میں آیا تھا اور اس نے پورے شہر کے
سامنے اعلان کیا تھا۔ کہ یہاں کی حکومت میرے ایک غلام کو ختم کرنے
کے منصوبے بنا رہی ہے۔ عنقریب دیکھ لینا ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

کیا انجام ہوا تھا استاد؟ عمران نے نہایت اشتیاق سے پوچھا۔

بڑا بھیانک انجام ہوا تھا عمران خاں۔ میں ہی نہیں اس شہر کا ایک
ایک بچہ گواہی دے گا کہ وہ چاروں سب انسپکٹر جو میری مدد کے لئے
مقرر کئے گئے تھے وہ فضا سے نیچے پتھروں پر گرے اور ختم ہو گئے۔

فضا سے ؟

ہاں! ایک بازار میں گرا۔ دوسرا گلی میں۔ تیسرا پولیٹیکل ایجنٹ کے محل
کے احاطے میں اور چوتھا خود میری حویلی میں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے
دیوتا کی ان دیکھی قوتیں انتقام لے رہی ہیں۔

بس اچانک انہیں کوئی غیبی ہاتھ اٹھا کر اوپر فضا میں اچھال دیتا
تھا اور سو ڈیڑھ سو فٹ بلند جا کر جب وہ نیچے گرتے تھے تو ان کا جسم
ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا۔

ہم۔ اور انسپکٹر کا کیا حشر ہوا؟

کچھ نہیں جب اس نے اپنے ماتحتوں کا یہ حشر دیکھا تو وہ موت کے
خوف سے پاگل ہو گیا اب بھی وہ یہاں گھومتا ہوا دکھائی دیتا ہے
لیکن بے چارہ پاگل ہو چکا ہے۔ جگہ جگہ وہ دیوتا کو سجدہ کرتے
اور معافی مانگتے ہوئے دیکھا گیا ہے لوگ اسے دیکھ کر شیر بہادر خاں
سے مزید ڈر گئے ہیں اور شیر بہادر یہاں کا عملی طور پر حکمران بن
ہے پولیٹیکل ایجنٹ خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہ بھی
کر بھی کیا سکتا ہے دیوتاؤں سے کون ٹکر لے سکتا ہے۔

استاد۔ کیا تمہیں دیوتاؤں سے خوف نہیں ہے؟ عمران
دلاور خاں سے پوچھا۔

ہا ہا ہا۔ دلاور خاں نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور پھر کہنے لگا۔

عمران خاں۔ مجھ سے پہلے میرا باپ اسی شہر میں رہتا تھا میرا دادا
تھا اور اس کا باپ تھا۔ وہ سب اپنی اپنی باری آنے پہ مر گئے ہر روز
لوگ مرتے ہیں اور مرتے رہیں گے میں تو اتنا جانتا ہوں کہ موت سے
فرار ناممکن ہے۔

اور جب مرنا ہی ہے تو پھر بزدلوں کی طرح انسان کیوں مرے۔
بہادروں کی طرح کیوں نہ مرے تاکہ مرنے کے بعد دنیا اسے یاد تو کرتی
رہے۔ اس شہر کا ہر باشندہ یہاں تک کہ سرحدی پولیس بھی شیر بہادر
سے ڈرتی ہے لیکن میں اکیلا اس کی دشمنی کا سہارا لے کر زندگی گزار رہا
ہوں مجھے نہ صرف شیر بہادر کا خوف ہے اور نہ اس کے ہمدرد دیوتا کا۔
تم دیکھ لینا عمران خاں میں جب بھی مروں گا ایک بہادر کی موت مروں
گا بہادر جب مقابلہ پر ڈٹ جاتے ہیں تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا
مد مقابل انسان ہے یا دیوتا۔

عمران چند لمحے بڑے غور سے دلاور خاں کی جانب دیکھتا رہا پھر
اٹھا اور اس نے دلاور خاں کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور کہنے لگا

استاد۔ تم یقین کرو۔ میرے دل میں تمہاری قدر دیوتاؤں سے بھی
بڑھ گئی ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس وقت تک واپس نہیں جاؤں

گا جب تک تمہارے دشمنوں کو تمہارے قدموں میں نہیں ڈال دیتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے ابھی تک شیر بہادر کو نہیں دیکھا لیکن اس جیسے کئی سفاکوں کو جہنم رسید کر چکا ہوں۔ جب تک عمران خان زندہ ہے تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا لیکن ایک وعدہ تم بھی کرو استاد۔

کیا؟ دلاور خان نے پوچھا۔

اگر شیر بہادر خان اور اس کے دیوتا کو میں ختم کر دوں تو تم وعدہ کرو کہ خود بھی سمگلنگ کا کاروبار نہیں کرو گے اور اس علاقے کی ساری سمگلنگ بھی ختم کر دو گے۔

میں تم سے وعدہ کرتا ہوں عمران خان۔ میں خود اس کاروبار سے تنگ آ چکا ہوں اور اس وقت تو میں صرف شیر بہادر کی دشمنی کی وجہ سے یہ کاروبار چلا رہا ہوں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اس نے سارے سمگلر ختم کر کے یہ کام خود سنبھال لیا ہے اور اس کے مقابلے میں ایک بھی نہیں۔

ٹھیک ہے اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ شیر بہادر مجھے کہاں مل سکتا ہے

تمہیں اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں عمران خان وہ خود ہی تمہیں تلاش کرے گا۔

کیا مطلب؟

تمہارے ساتھ ایک نوجوان اور خوبصورت بیوی ہے اس کے مخبروں نے اس تک یقیناً یہ خبر پہنچا دی ہوگی۔ لہذا تم جب بھی اپنی بیوی کو لے کر باہر نکلو گے وہ تمہیں تلاش کرے گا۔

ٹھیک ہے۔ میں آج ہی اپنی بیوی کو لے کر باہر نکلوں گا تاکہ مجھے تلاش کرنے میں اسے زیادہ دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ایک بات تمہیں بتا دوں عمران خان شیر بہادر کے متعلق غلط اندازہ نہ لگانا۔ گو وہ میرا دشمن ہے اور ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں لیکن اس کے باوجود میں اس کی طاقت اور بہادری کا قائل ہوں اس کے بازوؤں میں فولاد جیسی قوت ہے عمران خان

استاد۔ تم نے ابھی تک میرے ہاتھ نہیں دیکھے ورنہ میرے سامنے تم اس کی تعریف نہ کرتے۔ میں آج دوپہر کے بعد ضرور باہر جاؤں گا اور پھر اس شہر کے لوگ دیکھیں گے کہ میں شیر بہادر کی کیا درگت بناتا ہوں۔

ٹھیک ہے عمران خان۔ میرے آدمی تمہاری حفاظت کے لئے تمہارے اردگرد موجود رہیں گے تاکہ اگر اس کے حواری تم پر حملہ کریں تو ان کی مزاحمت کر سکیں۔

نہیں استاد۔ تم صرف خاموشی سے تماشا دیکھتے رہو۔

چنانچہ عمران اس کمرے سے باہر نکلا اور اپنے کمرے میں چلا گیا جہاں
جولیا اس کا انتظار کر رہی تھی۔
پری جان۔ عمران نے کمرے میں قدم رکھتے ہی بڑے پیار سے کہا۔
جی۔ جولیا عمران کے انداز پہ پہلے تو حیران ہوئی اور پھر شرما کر جی
کہہ دیا۔
پری جان ان پہاڑوں میں خدا نے بڑی فیاضی سے حسن بکھیر دیا ہے
برف پوش پہاڑ۔ بلند و بالا چیل۔ چنار اور دوسرے سرد کے درخت رنگ
برنگے پھول۔ چاندی کے پانی جیسی شفاف ندیاں۔ گنگناتے چشمے اور
سب سے بڑھ کر یہاں کی حسین و جمیل عورتیں جنہیں دیکھ کر حوریں بھی
جاتی ہوں گی۔
کیا تمہیں بھی حسن کی قدر ہے عمران ؟
ہاں۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں پری جان کہ تمہارے ساتھ میں اس
شہر کی سیر کروں تمہیں یہاں کے ہوٹلوں اور کیفوں میں لے جاؤں
یہاں کی خوبصورت عورتوں کو پتہ چل سکے کہ سارا حسن ان ہی کے پاس
نہیں کسی اور کو بھی حسین ہونے کا فخر حاصل ہے۔
لیکن میں حسین تو نہیں ہوں عمران۔ جولیا نے شرماتے ہوئے جواب
یہ تو تم میرے دل سے پوچھ کر دیکھو پری جان۔ دنیا بھر کا

ہاں پری جان۔ میری خواہش تھی کہ میں تمہیں کبھی کوئی حقیر سا
تحفہ پیش کر سکوں۔ اس دن مجھے یہی لباس پسند آیا اور میں نے خرید
لیا۔ کیا تمہیں پسند ہے ؟
بے حد پسند ہے عمران ! جولیا نے لباس کو سینے سے چپکا لیا اور جواب دیا
تم یہ لباس تبدیل کر لو میں ابھی آیا۔ عمران کمرے سے باہر نکل گیا اور
جولیا دروازہ بند کر کے لباس تبدیل کرنے لگی۔ اور جب وہ لباس تبدیل
کر چکی تو عمران کمرے میں داخل ہو کر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ واقعی
جولیا کو یہ لباس انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا اس کے گورے رنگ
پر گہرے نیلے رنگ کا لباس کچھ ایسا ہی جچ رہا تھا کہ عمران جیسا پتھر دل
انسان بھی ایک لمحے کے لئے حیران رہ گیا۔
کیوں۔ کیا دیکھ رہے ہو ؟
جولیا نے اس کی حیرت کو تاڑ لیا تھا۔
خدا کی شان دیکھ رہا ہوں پری جان اب یہ لو یہ میک اپ کا بکس ہے
اس میں لپ اسٹک بھی ہے اور کاجل بھی۔ پوڈر بھی اور دیگر زیبائش کا
سامان بھی۔ تم نصف گھنٹے تک نہایت اطمینان سے سنگھار کر سکتی ہو۔ اور
ہاں۔ یہ سرخ رنگ کی پیٹی ہے کمر پہ باندھ لینا اور یہ چھوٹی سی
سرخ شال ہے یہ تمہارے کندھوں کے لئے ہے تم تیاری کرو میں نصف

ایک طرف اور تمہارا حسن ایک طرف۔

آج تمہاری زبان سے کیسی باتیں سن رہی ہوں عمران۔ کہیں میرے کان تو دھوکہ نہیں دے رہے۔

نہیں پری جان۔ یہاں کی حسین دنیا نے میرے سوئے ہوئے جذبات کو بیدار کر دیا ہے۔ اور اب میں پچھتا رہا ہوں کہ میں نے پہلے تمہاری قدر نہیں کی۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟

مجھے کیا انکار ہو سکتا ہے عمران؟

جلدی سے تیار ہو جاؤ پری جان۔ لیکن ٹھہرو تمہیں میں یہاں کا ایک خاص لباس دوں گا جو میں نے جہاز سے اترتے ہی تمہارے لئے خریدا تھا۔ وہ پہن کر میرے ساتھ چلنا۔

عمران نے جلدی سے بکس کھولا اور اس میں سے گہرے نیلے رنگ کی شنیل کا گھیر دار کرتہ اور شلوار نکال کر جولیا کو دے دیئے۔ کرتے کے گلے اور بازوؤں پر شیشے کے چھوٹے چھوٹے گول ٹکڑے لگے ہوئے تھے گہرے نیلے رنگ میں یہ اس طرح چمک رہے تھے جیسے شفاف آسمان پر رات کے وقت تارے چمکا کرتے ہیں۔

جولیا نے اس لباس کو بڑی حیرت سے دیکھا اور پھر عمران سے پوچھنے لگی کیا یہ لباس تم نے میرے لئے ہی خریدا تھا؟

گھنٹے کے بعد آؤں گا۔

لیکن۔ جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

رک کیوں گئی ہو پری جان۔

یہ لپ سٹک۔ میرا مطلب ہے صفدر اور چوہان کیا کہیں گے۔ تم جانتے ہو کہ میں نے عرصہ سے استعمال نہیں کی۔

چوہان اور صفدر کی پرواہ نہ کرو پری جان۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج تم دنیا کی حسین ترین دوشیزہ بن کر میرے ساتھ اس شہر کی سیر کرو کیا تم میرا دل توڑ دو گی جولیا؟

تم جاؤ۔ میں تمہاری خواہش کے مطابق آدھ گھنٹہ تک تیار ہو جاؤں گی

چنانچہ عمران باہر چلا گیا اور جولیا اپنے سامنے آئینہ رکھ کر سنگار کرنے لگی اور جب عمران نصف گھنٹہ تک جوزف کو اپنے ساتھ چلنے اور خطرہ کے وقت مقابلہ کرنے کی مختلف ہدایات دے کر واپس آیا تو جولیا تیار ہو چکی تھی۔ اس نے کاجل بھی لگا لیا تھا اور ہلکی ہلکی لپ سٹک بھی۔ کمر میں چوڑی سرخ رنگ کی پیٹی بھی باندھ لی تھی اور اپنے بالوں کو ایسے طریقے سے گوندھ لیا تھا کہ اس سے پہلے عمران نے کبھی نہ دیکھے تھے۔

آج جولیا عمران کے سامنے ایک بالکل ہی نئے روپ میں سامنے ہوئی تھی ایسی جولیا جس پر ہزاروں حسن قربان کئے جا سکتے ہیں جس کے حسن کی تعریف

میں شاعر ہزاروں قصیدے کہہ سکتے ہیں جو سراپا غزل تھی اور جس کی
خاطر نوجوان ہنسی خوشی اپنی جان کی قربانیاں دے سکتے ہیں۔

تمہیں میں نے جو لباس راستہ میں دیا تھا کہیں وہ اتار نہیں دیا۔

نہیں وہ اس کے نیچے ہے۔

ٹھیک ہے۔ اس کا بٹن دبا لو سنا ہے یہاں کے نوجوان خوبصورت
عورتوں کے متلاشی رہتے ہیں اگر کسی آوارہ گرد نے کوئی نازیبا حرکت کی تو
تمہارا ایک ہی مکا اس کے لئے کافی ہو گا۔

چنانچہ جولیا نے اس لباس کا بٹن دبا دیا اور پھر عمران کے ساتھ باہر
نکلی۔

جوزف نے بھی کندھے پر رائفل اور دونوں ہولسٹروں میں ریوالور لٹکائے
ان کا منتظر تھا ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ چوہان، صفدر، دلاور خاں
اور اس کے ساتھی بڑی حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔
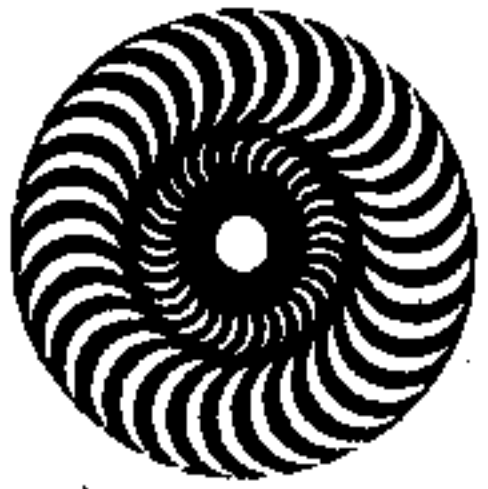
آگے عمران اور جولیا ہاتھ میں ہاتھ
ڈالے جا رہے تھے اور ان دونوں سے
چند قدم پیچھے جوزف دونوں ہولسٹروں
میں ریوالور لٹکائے اور کندھے پر رائفل
لٹکائے جا رہا تھا جس گلی یا بازار سے
یہ تینوں گزرتے۔ لوگ کھڑے ہو کر انہیں
دیکھنے لگتے اور آپس میں چہ میگوئیاں
کرنے لگتے۔

اوہ۔ اتنی خوبصورت لڑکی۔ یہ کون
ہے؟ پہلے تو کبھی نہیں دیکھی یہ کہاں سے

آئی ہے ؟

اف توبہ ۔ دنیا میں کیسا کیسا حسن پیدا کیا گیا ہے ۔

یہ تو کوہ قاف کی پری معلوم ہوتی ہے ۔

غرض کہ ہر شخص اپنی رائے کا اظہار کر رہا تھا لیکن یہ تینوں لوگوں کے جذبات سے بے نیاز بڑے اطمینان سے شہر کی گلیوں اور بازاروں میں آوارہ گردی کرتے رہے ۔ تقریباً ایک گھنٹہ کی آوارہ گردی کے بعد عمران نے اپنا رخ ایک ہوٹل کی جانب کر لیا جس کی پیشانی پر کیفے ملبرو لکھا ہوا تھا یہ کیفے مین بازار کے بالکل آخری سرے پر ایک بلند جگہ پر واقع تھا ۔ دیکھنے میں بازار کے اردگرد ہوٹلوں سے نہ صرف بڑا بلکہ صاف ستھرا بھی معلوم ہو رہا تھا اس ہوٹل کے باہر بھی کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جہاں چند لوگ بیٹھے قہوہ پی رہے تھے اور خوبصورت لڑکے بھاگ بھاگ کر ان کے احکام کی تعمیل کر رہے تھے ۔

عمران جولیا کا ہاتھ پکڑے عمارت میں داخل ہو گیا عمارت عام بازار سے قدرے بلند تھی اندر ایک وسیع ہال تھا گو اس میں بڑے بڑے شہروں جیسی خوبصورتی نہیں تھی تاہم ماحول کے مطابق یہ بہترین کیفے تھا اور یہاں شہر کے معزز لوگ آکر تفریح کیا کرتے تھے بعض لوگ قہوہ اور کافی سے شغل کرتے بعض شراب پیتے اور بعض نوجوان محض شہر بھر کا حسن دیکھنے کے

لئے یہاں آیا کرتے تھے کیونکہ ہال کے اندر لڑکوں کی بجائے نوجوان لڑکیاں سرو کرتی تھیں اور ویسے بھی شہر کی عورتیں اور لڑکیاں اکثر یہاں آکر اپنی پسند کا مشروب پیتی تھیں ۔

عمران نے ایک خاص چیز نوٹ کی کہ یہاں ہر نوجوان کے کندھے پر رائفل لٹک رہی ہے رائفل یہاں کا عام ہتھیار تھا اور اس کے بغیر کوئی شخص بھی گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا جب یہ لوگ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں پہلے ہی کافی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں موجود تھیں بعض جوڑے شراب پی کر بدمست ہو رہے تھے اور بعض صرف قہوہ پی کر اپنی سردی دور کر رہے تھے ہال کے اندر نہ آئینے تھے اور نہ تصویریں ۔ سپاٹ دیواریں تھیں البتہ فرنیچر قدرے بہتر حالت میں تھا ۔

عمران اور جولیا کو مشرقی دیوار کے ساتھ ایک خالی میز دکھائی دی اور یہ لوگ اس میز کے گرد بچھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے البتہ جوزف ان کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا جیسے کوئی غلام اپنے آقا کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا ہے ان کے بیٹھتے ہی ان سب کی نگاہیں ان کی جانب اٹھنے لگیں ان سب کے لئے جولیا کا حسن اور جوزف کا رنگ دونوں ہی باعث کشش تھے ۔ یہاں کے لوگوں نے نہ تو اس سے پہلے اتنی خوبصورت لڑکی دیکھی تھی اور نہ غالباً کبھی کوئی حبشی دیکھا تھا ۔

بار بار ان لوگوں کی نگاہیں ان پر اٹھ رہی تھیں اور وہ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔

کیا حکم ہے جناب؟

ایک خوبصورت لڑکی نے ان کے قریب آکر پوچھا۔

یہاں پینے کے لئے کیا مل سکتا ہے؟

قہوہ ہے جناب۔ کافی ہے۔ چائے ہے اور شراب بھی موجود ہے۔

ٹھیک ہے۔ ہم دونوں کے لئے فی الحال کافی لے آؤ۔

لڑکی واپس چلی گئی اور پانچ منٹ کے اندر اندر کافی لاکر ان کے سامنے رکھ دی عمران اور جولیا کافی کی چسکیاں لینے لگے اور جوزف بڑی مستعدی سے کھڑا ان کی حفاظت کرتا رہا۔

اور پھر۔

ابھی انہیں کافی کی چسکیاں لیتے پندرہ منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہال میں فضائیں یک لخت بدل گئیں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ہال میں اٹھنے والا شور یکدم ختم ہو گیا ہو۔ لوگوں کے چہروں پر بے چینی سی دکھائی دینے لگی اور ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ کبھی ان کی طرف اور کبھی ہال کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے عمران یہ ساری تبدیلی بڑے غور سے دیکھ اور محسوس کر رہا تھا اس نے سر گھما کر جوزف کی جانب دیکھا

جوزف پہلے ہی غالباً اس تبدیلی کو محسوس کر چکا تھا چنانچہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں ہولسٹروں پر رکھ لئے تھے اور ہال میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کا نگاہوں ہی نگاہوں میں جائزہ لے رہا تھا۔

جوزف۔

یس باس۔

عنقریب غالباً وہ لمحہ آنے والا ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا تھا

عمران نے عربی زبان میں کہا۔

یس باس میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔

ٹھیک ہے ہوشیار رہنا۔

یہ کہہ کر عمران دوبارہ اطمینان سے کافی پینے لگا لیکن اس کی نگاہیں نہ صرف ہال میں بیٹھنے والے ہر شخص کا جائزہ لے چکی تھیں بلکہ دروازے سے اندر داخل ہونے والے ہر شخص کو بھی بغور دیکھ رہا تھا۔

اس نے دیکھا کہ پہلے ایک رائفل بردار دروازے کے اندر داخل ہوا لیکن ہال میں بڑھنے کی بجائے دروازے کے قریب ہی کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اس نووارد کی نگاہیں جولیا عمران اور جوزف پر جم گئیں وہ شخص چند لمحوں تک بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے باہر کی جانب دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے دیکھا کہ اس کا اشارہ پاتے ہی یکے بعد دیگرے چار رائفل بردار اندر داخل ہوئے اور دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے ان چاروں کی نگاہیں بھی انہیں پر جمی ہوئی تھیں۔

اور پھر دو منٹ بعد۔

وہ شخص اندر داخل ہوا جس کا عمران کو انتظار تھا یہ شیر بہادر خاں تھا واقعی اس کا قد سب سے بلند تھا اور اس کا سینہ سب سے چوڑا تھا سرخ و سفید رنگت نے اسے مزید وجیہہ بنا دیا تھا اس کے اندر قدم رکھتے ہی سارے ہال میں سناٹا چھا گیا بیرے جہاں جہاں موجود تھے وہیں رک گئے لڑکیاں جہاں جہاں تک تھیں وہیں کھڑی ہو گئیں۔ ہال میں جو لوگ شراب پی رہے تھے انہوں نے جام ہاتھوں سے رکھ دیئے اور جو لوگ قہوہ یا چائے پی رہے تھے انہوں نے پیالے میز پر رکھ دیئے۔

ہر شخص خاموش تھا اور سانس روکے شیر بہادر کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اور شیر بہادر۔

وہ صرف جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کی بھوکی نگاہیں جولیا کے حسن کا جائزہ لے رہی تھیں جیسے یقین کر رہا ہو کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ حقیقت ہے یا خواب۔

اور پھر اچانک ہی وہ اپنے اس خواب سے بیدار ہوا اس کی محویت ٹوٹی اور وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہال کے نصف میں آ کر رک گیا۔

اس کے ماتحت جہاں کھڑے ہوئے تھے وہیں کھڑے رہے اب ہر شخص کی نگاہیں جولیا پر جمی ہوئی تھیں اور ہال میں موجود ہر شخص یہی سوچ رہا تھا کہ دنیا کی اس حسین ترین لڑکی کو شیر بہادر کے پنجے سے اب کوئی نہیں بچا سکتا۔

ہال کے درمیان میں پہنچ کر شیر بہادر اچانک رک گیا پہلے اس نے جوزف کی جانب دیکھا اور پھر عمران کو گھورنے لگا۔

چند لمحوں تک اسے گھورتا رہا اور پھر کہنے لگا۔

نوجوان میں جانتا ہوں تم شہر میں اجنبی ہو اور میرے دشمن کے مہمان ہو اس کے باوجود میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہارے پاس اتنی خوبصورت بیوی ہے۔

قسم ہے مجھے اپنے دیوتاؤں کی۔

میں نے آج تک تمہاری بیوی کے حسن جیسا حسن کہیں نہیں دیکھا۔

اور قسم ہے مجھے اپنے دیوتاؤں کی۔

تمہاری بیوی کی آنکھوں جیسی مستی میں نے پہاڑوں کی کسی دوشیزہ کی آنکھ میں بھی نہیں دیکھی۔

میرا نام شیر بہادر خاں ہے اجنبی اور میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے دشمن نے میرے متعلق بہت کچھ بتا دیا ہوگا میں اگر چاہتا تو تمہیں گولی مار کر یہاں ہی ختم کر سکتا تھا۔ اور زبردستی تمہاری بیوی پر قبضہ جما سکتا تھا۔

لیکن۔

میں اپنے وطن کی روایات کو نہیں توڑنا چاہتا میں تمہیں موقع دینا چاہتا ہوں۔

دنیا کی سب سے خوبصورت عورت دنیا کے سب سے بہادر جوان ہی کے پاس اچھی لگتی ہے اگر تمہیں اپنے بازوؤں پر بھروسہ ہے تو میری دعوت قبول کرو۔ پھر دیوتا یہ فیصلہ کریں گے کہ اس حسین وجمیل دوشیزہ کے حقدار تم ہو یا شیر بہادر۔

اتنا کہہ کر شیر بہادر نے اپنا ایک ہاتھ اٹھایا۔

عمران بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے دیکھا کہ ہاتھ بڑھاتے ہی وہ شخص آگے بڑھا جو سب سے پہلے دروازے میں داخل ہوا تھا اور جس نے سر کے اشارے سے

ر بہادر اور اس کے ساتھیوں کو اندر بلایا تھا۔

وہ شخص شیر بہادر کے قریب آ کر رک گیا۔

شیر بہادر نے اپنی کمر میں بندھی ہوئی بیلٹ سے اپنا خنجر ایک جھٹکے باہر نکالا اور اس آدمی کو دے دیا بلند آواز میں کہنے لگا۔

فیروز خاں۔ یہ خنجر اس اجنبی کی میز میں گاڑ دو اگر اس کے بازوؤں طاقت ہوئی تو وہ اسے اکھاڑ کر مجھے للکارے گا۔

ورنہ اپنی بیوی میرے حوالے کر دے گا۔

ران اور جولیا خاموشی سے بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور اس کی سن رہے تھے۔

جوزف اپنے دونوں ہولسٹروں پر ہاتھ رکھے شیر بہادر اور اس کے وں پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔

فیروز خاں خنجر لے کر آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔

لیا اور عمران کی میز پر قریب ہی پہنچ کر ایک لمحہ کے لئے رکا۔ اس والا ہاتھ بلند ہوا اور پھر اس نے پوری قوت سے خنجر لکڑی پر گاڑ دیا۔

ی جان۔

ران نے سرگوشی کی۔

کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔

اتنی حسین عورت اتنی طاقتور بھی ہوسکتی ہے قسم ہے مجھے دیوتاؤ
کی۔ یہ لڑکی میرے اور صرف میرے قابل ہے۔

اور کیا میرے قابل نہیں۔ عمران نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا

جولیا اب اطمینان سے بیٹھ چکی تھی۔

نہیں! تم بزدل ہو۔ تم تو خنجر بھی نہیں اکھاڑ سکے۔

واہ۔ میں کیوں خنجر اکھاڑتا اگر وہ مجھے چبھ جاتا تو۔ عمران نے شکو
کرنے کے انداز میں کہا۔

عمران کا یہ انداز دیکھ کر سارے لوگ مسکرانے لگے اور شیر بہادر تو
لگانے لگا تھا۔

کیا تم نے خنجر کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا؟

اس نے عمران سے پوچھا۔

میں کیوں ہاتھ لگاؤں اتنی خطرناک چیز کو۔ مجھے تو اس سے ویسے
ڈر آتا ہے۔

شاباش تمہیں ڈرنا ہی چاہیئے۔ کیا تمہاری بیوی تمہیں مارا کرتی

ہر روز تو نہیں مارتی لیکن میں تمہیں نہیں بتاؤں گا کہ وہ ہر ہفتے
پر ایک بار مارتی ہے۔

شہباز خاں ایک بار پھر قہقہے لگانے لگا اب ہال میں موجود
دوسرے لوگ بھی ہنس رہے تھے کیونکہ عمران کے چہرے پر نہ صرف
حماقتیں ہی جلوہ گر تھیں بلکہ یتیمی بھی برس رہی تھی۔

کیا نام ہے تمہارا اجنبی؟

پہلے تم اپنا نام بتاؤ۔ عمران نے ضد کی۔

میرا نام شیر بہادر خاں ہے۔

میرا نام گیدڑ خاں ہے۔

تم واقعی گیدڑ خاں ہو۔ دیکھو میں تمہیں ایک مشورہ دوں گا مان
جاؤ گے۔

پردیس میں آ کر اگر تمہارا مشورہ نہیں مانوں گا تو اور کیا کروں گا لیکن
مشورہ نیک ہونا چاہیے۔

ہاں بالکل نیک بلکہ تمہاری بہتری کے لیئے ہے۔

تب تو ضرور مانوں گا یار۔ جلدی بتاؤ؟

تمہاری بیوی تمہیں مارتی ہے اسے میرے حوالے کردو پھر تم
اس کی مار سے بچ جاؤ گے۔

واقعی۔ عمران نے خوش ہوکر پوچھا۔

ہاں ہاں۔ جب یہ تمہارے پاس ہی نہیں رہے گی تو پھر تمہیں مار نہیں پڑے گی۔

شیر بہادر نے سوچا کہ بے وقوف قسم کا انسان ہے اسے مارنے سے کیا فائدہ اس کی بے وقوفی سے فائدہ اٹھا کر اس کی بیوی حاصل کر لی جائے۔

عمران یہ مشورہ سن کر چند لمحے سوچتا رہا جیسے غور کر رہا ہو کہ مشورہ مان لینا چاہیئے۔ یا نہیں پھر اپنی میز سے دو تین قدم دور ہٹ کر کہنے لگا۔

یار دل تو نہیں چاہتا ایسی خوبصورت بیوی چھوڑنے کو لیکن مار سے بھی ڈرتا ہے۔ اس کا ہاتھ بڑا سخت ہے یار بس تمہارے ساتھی کی طرح ایک ہاتھ ہی میں بے ہوش ہو جایا کرتا ہوں اب تم چاہتے ہو تو اسے لے جاؤ اپنے ساتھ میں باز آیا ایسی بیوی سے۔

شاباش۔ یہ فیصلہ تم نے عقلمند ول جیسا کیا ہے۔

شیر بہادر بڑی خوشی سے آگے بڑھا تاکہ جولیا کو بازو سے پکڑ کر اٹھا لے۔

جب وہ ان کی میز کے قریب پہنچا تو اچانک ہی عمران کا ایک ہاتھ فضا میں لہرایا۔

اس مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ شیر بہادر جیسے جسم والا انسان فضا میں اڑتا ہوا سیدھا دروازے میں جا گرا۔ وہ بے ہوش تو نہیں ہوا تھا

البتہ نیم جان ضرور ہو گیا تھا اور اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور پھر۔

ہال میں یکے بعد دیگرے ریوالور کے چار فائر گونجے یہ چاروں فائر جوزف نے اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ریوالوروں سے کئے تھے کیونکہ شیر بہادر کے گرتے ہی اس کے چاروں ساتھیوں نے اپنی رائفلوں کا رخ عمران کی جانب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بلشیتر ازاں کہ وہ فائر کرتے جوزف نے ٹریگر دبا دیئے تھے ان چاروں کے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے اور ان سے لہو کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔

شیر بہادر۔ اس مرتبہ عمران ہال میں گرجا۔

میں نے یہاں پہنچتے ہی سن لیا تھا کہ دوسروں کی عزت سے کھیلنا تمہارا مشغلہ ہے تم نے میری بیوی کے بازوؤں کی قوت بھی دیکھ لی اور میری قوت کا اندازہ بھی تمہیں ہو گیا ہوگا۔ اور تمہیں یہ بھی پتہ چل گیا ہو گا کہ میرے ساتھ کیسے کیسے نشانہ باز ہیں اپنے ساتھیوں کا حشر تم دیکھ ہی رہے ہو۔ اب اگر تمہیں اپنی جان کی ضرورت ہے تو خاموشی سے اٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ ورنہ میرا دوسرا مکا تمہیں جہنم رسید بھی کر سکتا ہے اور یاد رکھنا شیر بہادر خاں۔

اگر تم دوبارہ کبھی میرے مقابلے پر آئے تو پھر میں نہ تمہارا لحاظ کروں گا اور نہ تمہارے دیوتاؤں کا۔

شیر بہادر اپنے ساتھیوں کا حشر بھی دیکھ رہا تھا۔ اور اپنا بھی وہ خاموشی سے اٹھا اور ہال سے باہر نکل گیا۔

اس کے پیچھے ہی اس کے چاروں زخمی ساتھی بھی باہر نکل گئے۔

پانچویں بے ہوش ساتھی کو اٹھانے کی بھی انہیں ہوش نہیں رہی۔

عمران نے بل ادا کیا اور جولیا کا ہاتھ پکڑ کر کیفے سے باہر نکل گیا۔

سارے ہی لوگ بڑی حیرت سے ان تینوں کی جانب دیکھ رہے تھے

ختم شد